

مجدد برحقہ اعلیٰ حضرت  
امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی



جبل انور فی نوحی النساء عن زیارت القبر  
المعروف

# مزارات پر غوروں کی حاضری

مُصَنَّفٌ

علیٰ حضرت ایام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی، اے، کے، ۱۴/۱۲، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی نمبر ۲

فون نمبر: ۲۰۱۸۲۳

# جُمْلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ مزارات پر عورتوں کی حاضری

مصنف \_\_\_\_\_ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر \_\_\_\_\_ ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

قیمت \_\_\_\_\_

مِلنے کا پتہ :-

**ضیاء الدین پبلیکیشنز**

نزد شہید مسجد جی، کے ۱۷/۴، کھارادر کراچی ۲

# فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵	اعلیٰ حضرت کی فقیہانہ شان	۱
۱۶	حرف آغاز	۲
۲۵	قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت	۳
۲۶	حضورِ اکرم کی طرف سے عورتوں کو نمازِ عید پڑھنے کا حکم	۴
۲۶	حضور کا حکم عورتوں کو مسجد سے نہ روکو	۵
۲۶	محفل و عظ اور جماعت میں عورتوں کی شرکت ناجائز ہے	۶
۲۹	حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے ممانعت	۷
۳۰	حضرت عمر کی طرف سے ممانعت	۸
۳۱	جو ان و بوڑھی عورتوں کے لئے جماعت میں شرکت سے ممانعت	۹
۳۱	عبداللہ ابن عمر کا کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالنا	۱۰
۳۳	خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے	۱۱
۳۵	اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے	۱۲
۳۷	نیک و بد میں فرق مشکل ہے	۱۳
۳۸	عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت	۱۴

۳۹	نماز کے لئے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے	۱۵
۴۲	فقہ کا حکم غالب کے اعتبار پر ہوتا ہے	۱۶
۴۵	حنفی علماء نے حکم مطلق رکھا ہے	۱۶
۴۵	عورتوں کے لئے جماعت میں شمولیت مکروہ ہے	۱۸
۴۶	عورتوں کے لئے زیارت قبور کی ممانعت عام ہے	۱۹
۴۸	زیارت قبور کی عورتوں کو اس وقت اجازت تھی جب مسجد میں جانا مباح تھا۔	۲۰
۵۰	قبور پر جانے والی عورتیں مستحق لعنت ہیں	۲۱
۵۱	حضرت زبیرؓ نے اپنی زوجہ کو مسجد جانے سے روک دیا	۲۲
۵۲	یہ ممانعت رفع شہر کے لئے ہے	۲۳
۵۴	عورت کی جماعت میں شہرکت منع ہے۔	۲۴
۵۵	زیارت قبور عورتوں کے لئے حرام ہے	۲۵
۵۶	شومہ صرف چند مقامات پر جانے کے لئے عورت کو اجازت ہے	۲۶
۵۸	محض زیارت قبر اور زیارت قبور کے لئے نکلنے میں فوق	۲۷
۶۰	عورتوں کا زیارت قبور کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے	۲۸
۶۱	جنازے میں شہرکت کی ممانعت	۲۹
۶۲	زیارت قبر سے منع کرنے اور منع نہ کرنے میں تطبیق	۳۰
۶۳	اللہ کی طرف بلانے والا صرف مرد ہی ہو سکتا ہے۔	۳۱

# اعلیٰ حضرت کی فقیہانہ شان

از: رشحاتِ قلم، علامہ محمد اعظم سعیدی

جس وقت مجھے یہ کام سونپا کہ میں ”جمل النور فی منہی النساء عن زیارة القبور“ پر ابتدائیہ لکھوں تو اس وقت میں اپنی ایک کتاب کی دیکھ بھال میں مصروف تھا۔ مگر ادھر سے یہ اصرار بھی تھا کہ یہ ابتدائیہ تحریر کر کے دوسرے دن واپس کر دوں۔ جب کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کسی تحریر پر ابتدائیہ لکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اعلیٰ حضرت کی درجن بھر کتابوں کے نئے ایڈیشن چونکہ فقیر کی دیکھ بھال میں نکلے ہیں اس لئے مجھے آپ کے قلم اور تحقیق کے رنگ سے کچھ واقفیت حاصل ہو گئی تھی۔ پھر بھی آپ کی فی البدیہہ تحریر پر سوچ سمجھ کر لکھنا اور وہ بھی مجھ جیسے بے علم کے قلم سے..... بہر حال دو دن کی مہلت طلب کی اور تیسرے دن ابتدائیہ لکھ کر دینے کا وعدہ کیا مگر بقول خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ :- ”تھنسی او ہا جیرھی رب گینٹریں“

ابتدائیے کا مسودہ اور چند دیگر قیمتی کاغذات و قلمی مسودے گاڑی سے کہیں گر گئے۔ میرے اندر خامی یہ ہے کہ میرا رن اور فیئر ایک ہی ہوتا ہے مسودات کی گمشدگی پر ذہنی طور پر بہت پریشان ہوا اور قلبی ملال بھی ہوا۔ اب یہ ابتدائیہ دوبارہ قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں۔ یعنی بہت عجلت میں اور مجھے تسلیم ہے کہ میں ابتدائیہ لکھنے کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اس کی وجہ صرف اور صرف قلتِ وقت اور تقاضائے بروقت ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فیضانہ شان مسلم ہے اور اس میں مجددانہ اور محققانہ رنگ واضح اور عیاں ہے۔ فقہ میں ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ نفس مسئلہ میں تشریح و توضیح اور تحقیق کے ہزاراویہ کوزیر نظر رکھتے ہیں۔ نیز مسئلہ کے شرح و بسط کے بیان میں اس کے معاشرتی حسن و قبح کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ جب کہ مفتی اس کے برعکس صرف نفس مسئلہ کی توضیح کرتا ہے۔

فقہ میں خصوصاً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تبحر علمی کے تو اغیار بھی قائل ہیں لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں عاقبت ناندیش یاروں اور اغیاروں نے مل کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کھاتے میں ڈال دی ہیں۔ جبکہ آپ ان باتوں کے اتنے ہی سہمت مخالف تھے جتنے کہ اغیار کے تصور میں بھی نہ تھا۔ بہت سی بدعات اور امور ایسے ہیں کہ جن کو اعداء نے اعلیٰ حضرت سے منسوب کر دیا اور اس کی آڑ لے کر اہل سنت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ حالانکہ وہ امور اہل سنت کے معمول نہ تھے۔ صرف جہلاً کی خرافات تھے یا ان کی طنی عقیدت کے منہا تھے۔

اس سلسلے میں شیدائیان اعلیٰ حضرت سوچ رہے تھے کہ اب کیا کیا جائے اور ان الزامات کا نہ توڑ جواب کس طرح دیا جائے؟ کیونکہ اغیار تو بدعات و منکرات کے تیر اپنے ترکش سے نکال کر مشق تیز زنی ہم پر کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت ان بدعات کے مجرم نہیں بلکہ صرف ملزم ہیں۔ اور الزام بھی ایسا کہ جس سے اہل سنت کا دامن بالکل منترہ ہے۔ اسی اثناء میں ہندوستان کے مرد مجاہد مولانا یسین اختر مصباحی نے کمر ہمت کسی اور اعلیٰ حضرت اور بدعات و منکرات "لکھ کر اہل سنت کے یے بدعت کی انگشت نمائی کہ نہ والوں کی انگشت زنی کر دی اور انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ بدعات و منکرات کے متعلق جب مولانا احمد رضا خان کے نظریات سامنے آچکے ہیں تو کیا اب بھی ہم ان پر بدعتی ہونیکا الزام چسپاں کر سکتے ہیں؟



یہ لوگ (اغیار) ابھی فکر و مخمصہ میں غلطاں تھے کہ مہاول پور کے جوان فکر و  
 جواں ہمت نوجوان محقق صاحبزادہ محمد فاروق القادری ایم اے گولڈ میڈلسٹ و  
 سجادہ نشین گڑھی شریف کی تصنیف بطیف اعلیٰ حضرت اور امور بدعات  
 منظر عام پر آگئی۔ جس سے طعن و تشنیع کرنے والوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔  
 اور جو بدعات و منکرات اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے اہل سنت پر زبانِ طعن دراز  
 کرتے تھے وہ ورطہ حیرت میں نغلیں جھانکنے لگے اور ان کے بڑے بڑے نامور  
 جغادری اپنی نجی محفلوں میں یہ کہتے سُننے لگے کہ مولانا احمد رضا خاں تو امور بدعات و  
 منکرات کے اتنے سخت مخالف نکلے کہ ہمارے بڑے بڑے بھی بعض بدعات سے متعلق  
 اتنی سختی کے قائل نہ تھے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت نے بہت پہلے اس کے خلاف فتویٰ  
 صادر فرما دیا تھا جو کہ ۱۳۳۸ھ میں تحفہ حنفیہ کے کسی شمارے میں چھپ چکا تھا۔  
 زیر نظر کتاب "جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور" جو کہ عورتوں کے  
 لئے زیارتِ قبور کے عدم جواز میں ہے، یہ دراصل اعلیٰ حضرت کے دو فتوے ہیں  
 پہلا چند سطر ہی فتویٰ تو بہ حیثیت مفتی کے عطا فرما دیا جس میں صرف نفسِ مسئلہ کی  
 حقیقت کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ آشکار کیا گیا ہے مگر جب اس پر کچھ  
 کلام کر کے مزید تشریح طلب کی گئی تو پھر آپ نے اس پر بہ حیثیت مفتی کے نہیں  
 بلکہ بحیثیت فقیہ کے کلام فرمایا اور اس کی تمام جزئیات و ظہور پذیر ہونے والے  
 مفاسدات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کے جانے کے جواز میں اگرچہ  
 کافی شواہد و دلائل موجود ہیں اور بعض بلکہ بیشتر متقدمین و متاخرین نے بعض  
 احادیث و اقوال و آثارِ صحابہ سے بھی استفادہ کیا ہے اور حصولِ برکت کے لئے  
 مزاراتِ صالحین پر عورتوں کو جانے کی رخصت دی ہے۔ مثلاً ام المومنین حضرت

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلوٹے نبوی میں مدفون ہوئے تو بھی بی بی عائشہ صدیقہ بغیر کسی حجاب و پردہ کے تشریف لیجاتی تھیں۔ مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روضہ اقدس میں مدفون ہوئے تو پھر ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چادر اور رکھ کر قبر انور کی زیارت کے لیے جاتی تھیں۔

اسی طرح کشف بزومی میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت تو ہر وقت کرتی تھیں لیکن جس وقت آپ حج پر تشریف لیجاتی تھیں تو اٹناٹے سفر راستے میں جب وہ مقام آتا جہاں آپ کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مدفون ہیں تو آپ اپنے بھائی کی قبر شریف پر تشریف لیجاتی تھیں نیز مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جب تم زیارت قبور کے لیے قبرستان میں جاؤ تو پہلے اہل قبور کو سلام کیا کرو۔ اس کے علاوہ بھی عورت کے قبرستان یا مساجد میں جانے کے اور بھی بہت سے شواہد ہیں۔ مشہور صحابہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے جب امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تھا تو حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے نکاح سے پہلے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ مجھے مسجد میں جانے سے منع نہیں فرمائیں گے۔

نیز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں صفوف نماز کی قطاریں عورت کو بعد میں رکھا ہے۔ فرمایا "خیر الصوف النساء" آخرھا وشرھا اولھا۔ مطلب یہ کہ عورتوں کی آخری صف تو خیر ہے مگر ان کی پہلی صف شر ہی شر ہے۔ اگرچہ فاروقی دور میں عورتوں کے مسجد میں داخلے پر سختی برتی گئی ہے۔ لیکن امام اعظم

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کیلئے عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح مسلم شریف و بخاری میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا تھا۔ مگر یہ نہی قطعی نہیں تھی۔

عورتوں کے مساجد میں آنے یا نہ آنے کا مسئلہ اگرچہ زیارتِ قبور سے غیر متعلق ہے مگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان ہر دو معاملات کو باہم مربوط کیا ہے اور ایک شوق کو دوسری جہت کیلئے بطور استناد کے استعمال فرمایا ہے۔

زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کی رخصت پر شواہد کے سلسلے میں مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ایسی سند موجود ہے کہ جس سے زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کے جانے کا جواز ملتا ہے۔

عبدالرزاق اور امام احمد بن حنبل نے اپنی اپنی مسانید میں اس روایت کو عبداللہ ابن عمر کے بجائے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز صحیح مسلم کی ایک اور روایت بھی اسی طرح کی ہے جس کی تشریح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے بڑی فراخ دلی سے فرمایا ہے کہ یہ روایت اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ عورتیں مزارات کی زیارت اور حصولِ برکت کے لئے جاسکتی ہیں۔ زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کے جواز میں ۹ شہادتیں پیچھے گزر چکی ہیں۔ (۱۰) اسی طرح صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی ہی روایت موجود ہے اور صاحب فتح الباری شارح بخاری نے اپنی تشریح میں اسی حدیث سے عورتوں کے لئے مزارات پر حاضری دینے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۲، ۱۱۔ اور صحیحین یعنی مسلم و بخاری میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی عورتوں کی زیارتِ قبور سے متعلق حدیث کو بطور استشہاد کے نقل فرمایا ہے۔

۱۳۔ پھر صاحب بحر الرائق ۱۴ صاحب غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ۱۵۔ امام تمبی۔  
 ۱۶۔ تاتارخانیہ ۱۷ عالمگیری ۱۸۔ جامع الرموز ۱۹۔ مختار الفتاویٰ ۲۰۔ کشف الغطاء  
 ۲۱۔ سراجیہ ۲۲۔ حاشیہ زبدۃ السراجیہ للمفتی محمد عبد الواحد خان پوری ۲۳۔ درمختار۔  
 ۲۴۔ فتح المنان ۲۵۔ ردالمحتار ۲۶۔ منحة الخالق نے زیارت قبور کے لئے عورتوں  
 کے جانے کو جائز لکھا ہے۔ البتہ ردالمحتار اور منحة الخالق نے یہ لکھا ہے کہ بڑھی  
 عورتوں کو قبور صالحین سے برکت حاصل کرنے کی اجازت ہے مگر نوجوان  
 عورتوں کا جانا مکروہ ہے۔ اس مؤرخ الذکر جملہ سے بعض اصحاب فتاویٰ نے  
 مکروہ تحریمیٰ کیا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی اور بعض نے تو یہ کہا ہے کہ  
 نوجوان عورت قبور صالحین سے برکت لینے کے لئے نہ جائے تو بہتر ہے۔  
 اور اگر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۷۔ مولانا فضل رسول بدایونی نے اپنی مشہور کتاب تصبیح المسائل میں ایسے  
 سٹو سے زائد اقوال و شواہد جمع فرمائے ہیں جو کہ زیارت قبور کے لئے عورتوں کے جانے  
 پر جواز میں ہیں۔ اتنی ساری تفصیل عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ قارئین اب جس کتاب  
 کو پڑھتے والے ہیں ان کو معلوم ہو جائے کہ اس مسئلہ میں متقدمین و بعض متاخرین  
 اسلاف کی کیا رائے تھی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ان جملہ حضرات فکر و عمل کی  
 آراء سے اختلاف کیوں کیا اور اس کی بنیاد آپ نے کس چیز کو بنایا ہے۔  
 دراصل اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حالات زمانہ کو مد نظر

رکھ کر متقدمین و متاخرین اسلاف کی آراء سے اختلاف فرمایا ہے اور وہ بھی اس حسین  
 انداز میں کہ اپنے نقطہ نظر کی تائید میں بھی انہیں متقدمین و متاخرین اسلاف یا ان کے  
 ہم عصر و ہم سر کے اقوال لائے ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک اچھا کام تھا کہ مزارات اولیاء  
 کرام پر حاضری دیں اور ان قبور صالحین سے فیض و برکت کا اکتساب کریں۔ مگر اس  
 فعل میں فی زمانہ تاخیر سے زیادہ شرک اندیشہ ہے۔ آثار صحابہ کرام و آرائے فقہاء

وآئمہ عظام اس امر پر شاید ہیں کہ ایسے امور و افعال جو شرع اسلام میں مرفح اور جائز تھے اور باعث خیر تھے مگر بعد قرن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان افعال سے خیر کی بجائے شر کے زیادہ پھیلنے کا اندیشہ ہو تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان افعال شرع سے یا تو کلی طور پر منع فرما دیا، یا پھر اس کی ہیئت بدل دی۔ کیونکہ ان میں حصول اصلاح و خیر کا عنصر بہت کم تھا جب کہ مفسدہ بہت زیادہ تھا۔

مثلاً زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کا مساجد میں جانا درست تھا۔ جماعت کے ساتھ پانچ وقتہ نماز ادا کرنے کا انہیں بھی حکم تھا۔ بلکہ ایک وقت تو یہ مشاہدہ بھی ہوا کہ مسجد نبوی شریف میں مردوں کے ساتھ ساتھ جماعت میں ایک سو ستتر عورتیں بھی شریک و شامل تھیں۔ اسکی تفصیل اسی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس دور میں عورتوں کی جماعت میں حاضری کو نہ تو برا فرمایا اور نہ ہی کبھی منع فرمایا۔ دورِ خلافت میں بھی اسی طرح عمل رہا۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کچھ حالات تبدیل ہو گئے تو آپ کی دور بین و دور اندیش نگاہوں نے دیکھا کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا حصول خیر کے لئے، اس میں اکتساب خیر کم ہے جبکہ شرفروں تر ہے اور آپ نے پردے کی پابندی بلکہ چہار دیواری میں بند رہنے کا سختی سے حکم فرما دیا۔ پھر ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ عورتوں کو گھر سے نکلنے اور پانچ وقتہ نماز کی جماعتوں میں شرکت سے منع فرما دیا۔ پھر آپ کے نامور فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عمل اس سے بھی زیادہ پُر شاہد ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے جسے عینی نے جلد ۳ میں اس طرح نقل کیا ہے: وقال ابن مسعود..... وكان ابن عمر رضي الله عنهما يقول يحصب النساء يوم الجمعة يخرجهن من المسجد..... وكان ابراهيم النخعي التابعي يمنع نساء الجمعة والجماعة، حين كان مفهومه یہ ہے

کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکرہ یاں مار تے تھے اور ان کو مسجد سے باہر نکالتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ جو کہ مشہور تابعی اور اپنے دور کے نامور فقیہ تھے، اپنے گھر کی خواتین کو جمعہ و عیدین کے لئے نہ جانے دیتے تھے اور نہ ہی پانچ وقتہ نماز کی جماعت میں شرکت کی اجازت دیتے تھے۔ ابراہیم نخعی امام اعظم ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں عورتیں نمازِ جمعہ اور عیدین با جماعت پڑھتی تھیں۔ نیز ایسا اوقات تو نمازِ جنازہ جو کہ فرضِ کفایہ ہے اس کی جماعت میں بھی شرکت فرماتی تھیں اور جب جنازہ اٹھتا تھا تو پیچھے پیچھے عورتیں چلتی تھیں اگرچہ بعد میں حیاتِ نبوی میں ہی جنازہ سے کے ساتھ عورتوں کے جانے کو منع کر دیا گیا تھا مگر نماز میں شرکت کی اجازت تھی اور جمعہ و عیدین کی جماعتوں میں تو صرف شمولیت کی اجازت ہی نہ تھی۔ بلکہ بالفاظِ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نساء کو عیدین با جماعت ادا کرنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ صحیح مسلم شریف و بخاری میں حضرت امام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ روایت اسی زیر نظر کتاب میں موجود ہے۔ امرتا ان نخرج الحيض يوم العيد وذات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يارسول الله... احدانا ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبته من جلبابها، ام عطية رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم صادر فرمایا تھا کہ عیدین کے روز ہم مستحاضہ عورتوں کو بھی نمازِ عید کی با جماعت ادائیگی کے لئے گھروں سے نکالیں اور پردہ دار خواتین کو بھی نکالیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعائیں شامل و حاضر ہوں۔ جب کہ مستحاضہ عورتیں جائے نماز "عید گاہ" کے

پاس یعنی کنار سے کنار سے نہیں۔ دریں اثناء ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کے پاس اوڑھنے کو چادر نہیں ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتھ والی اپنی چادر کا ایک حصہ اس کو اوڑھا دے۔

اسی طرح صحیح بخاری شریف کتاب الجمعہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی یہ قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے: لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ کہ اللہ تعالیٰ کی بندگیوں کو مسجدیں آنے سے نہ روکو۔

اسلاف متقدمین و متاخرین نے ان شواہد ہی سے یہ استناد فرمایا ہے کہ جب عورت مسجد میں پانچ وقتہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے علاوہ جمعہ و عیدین کے لئے بھی جاسکتی ہیں تو پھر زیارت قبور صالحین کے لئے بھی انہیں جانے کی اجازت حاصل ہونی چاہیئے اور قبور صالحین سے استفادہ برکت سے ان کیلئے کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ بالفاظِ سہل انہیں مزارات پر جانے کی رخصت ہونی چاہیئے۔ مگر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزارات پر عورتوں کی حاضری کو ممنوع فرمادیا ہے اور اپنے اس موقف و نظریہ کو بھی ان ہی اسلاف، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین و فقہاء عظام کے اقوال و افکار اور آثار سے ثابت فرمایا ہے کہ بے شک زماۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کے لئے مزارات پر جانے کی رخصت تھی اور صدیقی دورِ خلافت میں بھی اس پر عمل کیا گیا۔ مگر اس دور میں بھی ایسے شواہد ملتے ہیں کہ منفسدہ اور شرک کے پھیلنے پھولنے کے پیش نظر بعض مواقع پر منع فرمادیا گیا ہے۔ جیسا کہ جنازے میں شرکت کی نہی اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کا فعل پیچھے گزر چکا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے اہل خانہ  
نوائین کی بندش سے متعلق عینی کی عبارت گزر چکی ہے۔

پھر ام المؤمنین نبی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان ملاحظہ ہو جو آپؐ  
نے اپنے دور کی عورتوں سے متعلق فرمایا تھا جس کو صحیحین کے علاوہ ابو داؤد نے  
بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ آپؐ فرماتی ہیں کہ عورتوں میں جو باتیں اس وقت  
پیدا ہو چکی ہیں اگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو لا محالہ آپ اسی  
طرح انہیں مسجد میں جانے سے روک دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع  
کہر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے معابد میں داخل نہیں ہو سکتیں۔

یہ تو خیر القرون میں احکامات تھے۔ پھر تابعین کے دور میں بھی آئمہ و فقہاء  
نے ممانعت فرمادی اور رفتہ رفتہ اس پر عمل ہوا۔ پہلے نوجوان عورتوں کو منع کیا گیا  
تھا جب کہ بوڑھی عورتوں کے لئے رخصت تھی۔ پھر بوڑھی عورتوں کو بھی منع فرمادیا  
گیا۔ اسی طرح پہلے یہ حکم تھا کہ عورتیں دن کو نہ جائیں۔ البتہ مغرب، عشاء اور فجر میں  
جاسکتی ہیں۔ پھر ان بہرہ نمازوں کے لئے بھی یعنی رات کی نمازوں کے لئے بھی جانے  
پر پابندی لگادی گئی۔ یہاں تک کہ تبع تابعین اور آئمہ اربعہ "بجز امام شافعی کے  
دور میں عورتوں کے لئے حکم ممانعت عام ہو گیا۔

خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حکم ممانعت نافذ فرمایا تو خود  
نوائین حضرت نبی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں تو نبی عائشہ  
صدیقہ نے فرمایا: فقالت عائشہ رضی اللہ عنہا "لو علم النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم ما علم عمر رضی اللہ عنہ ما اذن لکن فی الخروج" یعنی جن حالات  
کا مشاہدہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، اگر یہی حالات زمانہ اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہو جائے تو آپ مشاہدہ فرماتے تو عورتوں کو خروج



الی المساجد کا کبھی حکم نہ فرماتے۔ پھر آج کے پُرفتن دور میں عورتوں کی حد درجہ آزادی و بے راہ روی، فریڈ شپ، گپ شپ، بے پردگی وغیرہ شرکی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ خیر کی محفلوں میں بھی اور حصولِ برکت کی جگہوں پر بھی ان کے مفاسد اظہار من لشمس ہیں۔ ان مفاسد سے مطلع ہو کر آئمہ و فقہاء کرام نے زیارتِ قبور اور حصولِ فیض کے لئے خروجِ نساء کے مسئلے پر غور کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس سے حصولِ خیر و برکت اور کسبِ فیض تو کم ہے لیکن اس سے مفاسد بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ تو شریعتِ اسلامیہ کے قاعدہ کلیہ "سلبِ مفسدہ کو

"جلبِ مصلحت" پر تقدم حاصل ہے۔ نیز ادعِ المفسد اہم من جلب المصالح کہ فساد کے اسباب کو دور کرنا اچھائی کے اسباب لانے سے بہتر و اہم ہے۔" کے مطابق عورتوں پر پابندی لگا دی کہ وہ زیارتِ قبور اور اس سے حصولِ برکت یا نماز باجماعت نیز جمعہ و عیدین کے لئے گھر سے نہ نکلیں اور زمانہ خیر میں بھی اسی پر عمل کیا گیا تھا۔ مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے انہیں روک دیا گیا تھا۔ جب زمانہ خیر میں اس پر عمل ہو چکا ہے تو آج کے زمانہ شر میں بقرآنِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لایاتی عام الا والذی بعدہ شرمندہ بعد میں آنے والا ہر سال پہلے سے بڑا ہوگا۔" کے مصداق عورتوں کے لئے مسجد میں جانا یا کتابِ فیض کے لئے صالحین کی قبور پر جانا یا محض زیارتِ قبور کیلئے جانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ حالانکہ زیارتِ قبور فعلِ مباح ہے اور عیدین میں شرکتِ تاکیدِ نبوی تھی۔ جب تاکیدِ اس پر عمل روک دیا گیا ہے تو عملِ مباح کے لئے خروجِ نساء کے لئے کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے۔

# حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَحَمْدُهُ وَتُحْصِيَّتُهُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكُرَیْمِ

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ان عظیم ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ورود مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جب کہ تمام اطراف و جوانب سے شجر ہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست و نابود کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہیں اور اہل اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل کے دام میں پھنسا کر اتباعِ شیطاں پر لا کھڑا کرنے سے لیتے ہمہ تن گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزار ہا گردش لیل و نہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگارِ عالم ایک عظیم انسان پیدا فرما جو "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" کا منظر ہو۔ تب کہیں جا کر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین و دنیا کے وہ کام جو عام لوگ صدیوں میں نہیں کر پاتے، تھوڑی مدت میں کر جاتی ہیں۔ اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہتے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کار فرما ہے جو اس سے اتنے کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخر کار دنیا "مجددِ دین و ملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ میری گفتگو موجودہ صدی کے "مجددِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان" کے بارے میں ہے۔ جن کے بے شمار کارنامے اور تصنیفات کثیرہ سے

۱۲  
 اوراق بھرے پڑے ہیں۔ وقت کا یہ بہت بڑا ساتھ ہے کہ آج مسلمان اس مجدد  
 کی پچاس علوم و فنون پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت تو درکنار کتنی کتب نادرہ  
 محفوظ بھی نہ رکھ سکے۔ اگرچہ اشاعتی کام معمولی نہیں۔ اس میں ہزار ہا وقتیں سامنے  
 آتی ہیں۔ سینکڑوں وسائل تلاش کرتے پڑتے ہیں۔ ساتھ ہی مال و دولت کی  
 فراوانی بھی چاہیے۔ اس لیے یہ کام اہل دُول کا تھا۔ مگر اسلام کی طرف سے ان کی  
 توجہ زیادہ تر ہٹ جانے کی وجہ سے عزیز مسلمانوں ہی نے یہ بیڑہ اٹھایا۔ ہاں!  
 اس موضوع پر "الجمع الاسلامی" کا ذکر بے جا نہ ہو گا جس نے اپنی داد آفریں کاوشوں  
 کا ثبوت دیا اور اسی اکیڈمی کی تحریک اور کارناموں کو دیکھ کر ہمارے مدرسہ  
 فیض العلوم کے طلبہ میں بھی اشاعتی خدمات کا جوش و جذبہ پیدا ہوا۔ مگر اتنا بڑا  
 کام ان کے بس کا نہیں تھا۔ مگر استاذ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی  
 دامت برکاتہم کا بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے اس مقصد کی تکمیل پر انہیں ٹھہرائے  
 بندھائی اور اعلیٰ حضرت کی کتاب "جمل النور فی نہی النساء عن زیارة القبور"  
 جسے آج عام لوگوں کو پڑھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس میں عربی  
 مضامین کے ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری جگہوں پر حاشیہ سے مزین کر کے اس  
 کتاب کی قدر و قیمت دو بالا کر دی۔ نیز ہم جملہ مدرسین و اساتذہ کے شکریہ گزار  
 ہیں جنہوں نے اپنے مفید مشوروں اور مالی تعاون سے ہمارے ہاتھوں کو مضبوط  
 فرمایا۔

اب اخیر میں اس کتاب سے استفادہ کرنے والے تمام حضرات سے  
 اپیل ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں مجلس اشاعت طلبہ فیض العلوم کو نہ بھولیں  
 اور ان کی ترقی درجات کی دعائیں کرتے رہیں۔ والسلام؛  
 احمد القادری بھیروی (معلم مدرسہ فیض العلوم۔ محمد آباد کوئٹہ)  
 اعظم گڑھ۔ مورخہ ۸ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۹۷ء شنبہ۔

جَمَلُ النُّورِ فِي نَهْيِ النِّسَاءِ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ  
نور کے مجلے عورتوں کو زیارتِ قبور سے روکنے کے بارے میں

۱۳

۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

## مَسْئَلَةٌ

مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب - مدرس اول - مدرسہ قادریہ احمد آباد - گجرات  
محلہ جمال پور - ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موسون نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق و تصیح المسائل  
مولانا فضیل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لئے زیارت  
قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا۔ ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

# عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت

الجواب :-

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی دو رنمبر ہاں آئی ہیں تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں تھی۔ میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا۔ میں اس رخصت کو جو بحوالہ ائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالات نساء سوائے حاضری روضہ النور کہ واجب یا قریب بواجب ہے۔ مزارات اولیاء دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی مہرگزہ پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اس طوفان بدتمیزی رقص و منازیحہ و سرود میں جو آج کل جہاں سے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رستی اللہ تعالیٰ لعنتہ کی حدیٰ خوانی بالجان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔ والسلام۔

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی جس پر یہ جواب ارسال ہوا۔

مسئلہ: از احمد آباد۔ گجرات۔ محلہ جمال پور۔ مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم

صاحب۔ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ۔

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام محبتکم۔

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول

ہوا۔ فتویٰ کو آپ کے دیکھا حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی

میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں۔ یہ منافقین آخری صفت میں کھڑے

ہوئے تھے۔ اور عورتوں کو جھانکتے تھے۔ نماز فجر و عشاء میں عورتیں توجہ انوار حقیقت محمدی و حقیقت قرآن کیلئے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالیٰ اور قرآن عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں اور فیض رسائی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوئی بلکہ انتظام فیض رسائی یہ ہوا کہ لَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقِدِّ مِیْنَ مِنْكُمْ و لَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَیُّ عَلِیْمٌ اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا خیر الصفوف الرجال اولہا وشرہا وشرہا اخرہا وشرہا النساء اخرہا وشرہا اولہا۔ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی، اس کو بندہ مانتا ہے فیض حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جاویں اور مرشد طریقت مرعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقت محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے۔ اس پر حکم حرمت لگانا غلط اور فیض محمدی کا مقابلہ اور مورد یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہم بنتا ہے۔ شیخ طریقت تواریت اعرضنا الامانۃ... الایتہ میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے۔ اور یہ اس امانت کی بڑھ اکھیرتا ہے۔ فیض بڑھ اکھاڑنے والے کو بے وقار کر کے اکھیر دیوے گا۔ محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو توجہ دی۔ اول مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادر یہ کی توجہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہوگی۔ اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمہ طیبہ کی بتائی جاوے گی۔ ضرب اللہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب کی سکھاتا ہے اور مرشد طریقت اوپن پنچ سمجھاتے ہیں۔ یہاں خلوت اجنبیہ کا

حکم نہیں لگتا۔ یہ جلوت ہے۔ جلوت میں فیض رسائی طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دیکھتی ہے۔ بریلی میں حاضری کا کسی بار موقع ہوا ہے۔ وہاں یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ نہ وہاں سنا ہے کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میاں مشکل سے ملتی ہے۔ غریب و مساکین میں قدرت ان سواروں میں بیٹھنے کی نہیں اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی و میاں کا حکم دیا ہے **يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَّ بِيْهِنَّ اَوْ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**۔ **وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ** اور **وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوْبِهِنَّ**۔ اس پر وہ پراچند آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔

عمدة القاری شرح تجاویح ج ۴ ص ۳۷ حاصل الکلام من هذا كله ان زيارة القبور مكرهة للنساء بل حرام في هذا الزمان لاسيما نساء مصر، لان خروجهن على وجه الفساد والفتنة وانما رخصت الزيارة لتذكر امر الآخرة وللاعتبار بمن مضى وللتزهد في الدنيا۔

یہ حکم مصر کی بغایا مغنیہ دلالہ کا ہے۔ اس حکم کو نیک نیت عورتوں پر لگانا غلط ہے لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساء کی شرح عمدة القاری ج ۳ ص ۳۷ میں ہے۔ بعضہن یغنین باصوات عالیہ مطربہ و منہن صنف بغایا۔

احمد آباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے یہاں بہت پر فضال ہے اور تالاب سنگین ہے۔ وہاں دھینے کی قوم اور بکڑی بچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑھی پہن کر جاتی ہیں اور گر بے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں ہوتی ہیں۔ اس میں وہ عورتیں گر بے گاتی ہیں جلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے

اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں۔ رندوں کی طرح گیت گاتی ہیں۔ ان پر بیل حرام فی ہذا الزمان لاسیما نساء مصدر کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے اور غنیۃ المستملی کے ص ۵۹۵ میں وہاں یوں فی زماننا للتحریح لہما فی خروجہن من الفساد۔ آ۵۔ اور جو عورتیں قوالی رندوں کی اور قوالی مڑوں کی سننے جاتی ہیں۔ ان کو زیارتہ القبور کو جانا حرام ہے۔

ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانیوالی عورتوں کو کیا نقصان اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت کی بریائی پکائی ہے اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریائی پکائی۔ دونوں بریائیوں پر حکم حرمت اور حکم حلت غلط۔ اور کتے کی بریائی پر حکم حرمت اور بکری کی بریائی پر حکم حلت صحیح دونوں کا حکم جدا مفتی کو بیان کرنا پڑے گا۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ۔

اسات اور نائلہ نے جاہلیت میں زنا کیا اور قدرت الہیہ نے دونوں کو مسخ کر دیا۔ ایسے متبرک مکان میں دونوں نے نجاست کی یا کوئی سفر ہر میں طیبین میں نجیث عمل میں پیش آوے تو کیا اس نجیث کی نجاست کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کر کے عورتوں کے حج زیارت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مقدس میں غزنی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے۔ اس دیوار کے چھپے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں۔ ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں۔ برقع اوڑھ کر آتی ہیں۔ اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں۔ اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیضِ رسائی حقیقتِ محمدی کی عورتوں کو خواجہ مغرب نواز قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں وہ قوت سے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں۔ یہ جگہ مقامِ قوالی سے دور



۲۲  
 ہے اور نماز فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں نیک بخت پردہ نشین برقع اور ٹھکانے والی ہیں۔ آپ نے اسکو آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کر سکتا ہے۔ اب ان عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے۔

سرخیز قبیلہ احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں، فاحشات، مغنیات اور رنڈیوں اور باپردہ سوالا کھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی، ذکرِ خفی، مراقبہ، فیضِ حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔

حقوقِ اولیاء و خیر خواہی اولیاء و خیر خواہی سید الاولین و الآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں الٰذین النصیحة لله و لرسوله و للمؤمنین یہ کمال ہونی۔ اولیاءِ فیضِ حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں۔ وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی ان پر حکم عدم جواز لگا دیں۔ اس صورت میں فیضِ حقیقت کو روکتا ہے۔ اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھتے والے ہیں بگہ آپ کا قدم صراطِ مستقیم سے پھیل گیا تو عرض کرنا۔ چاہیے۔ ہڈی دو پیسے کی پڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ اَحَطُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِيْنُ  
 اول تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رنڈیوں میں مبتلا ہیں اور ہاتھ بڑوں بڑوں سے بلا یا ہے۔ طبیعت پریشان ہے۔ یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھے۔ آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ عرض کرتے ہیں۔ اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف، نسائی ج ۱۳۵ میں ہے ایں دلالت دارد بر جواز زیارت مرثیاء را۔ امام نووی شرح مسلم کی ج ۳۱۲ میں فرماتے ہیں فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارة القبور الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع الضاری دہلی ص ۶۶۲ میں ہے۔  
اختلف فی النساء فقیل دخلن فی عموم الاذن وهو قول الاکثر ومحلہ  
اذا امنت الفتنة۔

اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گربے گانے والی، قوالی سننے والی عورتوں کے لئے زیارت قبور اولیاء کو ناجائز اور فیض الہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے احکام کو بجالا کر کرنا جائز۔

میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے۔ اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیئے۔ آپ میرے مرثی اور قبیلہ و کعبہ حاجات ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ کو صحت کلیہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔  
رقم حکیم عبدالرحیم عفی عنہ،  
(مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد، گجرات۔ دکن جمال پور۔ مسجد کپنج)

مورخہ ۱۵ ربیع الاول شریف۔ اور مصطفیٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلی کر دیجئے۔ میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھائیئے اور وہ فتویٰ جو تحفہ حنفیہ میں عدم جواز زیارت قبور النساء کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمائیئے۔ اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

## الجواب:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ  
مولانا المکرم اکرم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی ربڑری ۱۵  
ربیع الآخر شریف کو آئی۔ میں ۱۲ ربیع الاقل شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا  
علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت

ہے کہ دروازے سے متصل مسجد ہے۔ چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لیجاتے اور لاتے ہیں۔  
میرے نزدیک اول وہی دہرف کہ گزارش ہوئے، کافی تھے۔ اب قدرے تفصیل کروں۔

## قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت

پہلے گزارش کر چکا کہ عباراتِ رخصت میری نظر میں ہیں مگر نظر بحال زمانہ میرے،  
نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک سبیلِ ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہل احتیاط نے

۱۔ اس عبارت سے جہاں یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سحنت بیمار تھے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ ایسی سحنت  
علالت میں بھی جماعت چھوڑ کر گھر میں تنہا نماز پڑھ لینا گوارا نہ تھا۔ جب کہ اتنی شدید علالت بلاشبہ  
ترک جماعت کے لئے عذر ہے۔ ایک مرتبہ استاذِ محترم حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب  
مراد آبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۱۲ھ / ۱۳۹۶ھ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے اعلیٰ حضرت کی اسی بیماری  
کا حال بیان کیا کہ "ایک بار مسجد لیجانے والا کوئی نہ تھا۔ جماعت کا وقت ہو گیا۔ طبیعت پریشان،  
ناچار خود ہی کسی طرح کھستے ہوئے حاضر مسجد ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی" آج صحت و  
طاقت اور تمام تر سہوات کے باوجود ترک نماز اور ترک جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک  
عظیم درسِ عبرت ہے۔ دانتہ الہادی والموفق۔ ۱۲-۱۳

۲۔ اس جملے سے فاضل بریلوی کے فتویٰ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ اللہ کی نظر  
میں صرف ممانعت والی عبارات تھیں۔ جن عبارتوں سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کی اجازت  
کا استنباط یا ثبوت ہو سکتا ہے وہ بھی سلنے میں اور جن دلائل سے ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے  
وہ بھی سامنے ہیں۔

سب پیش نظر رکھتے ہوئے اکابر علماء کی طرح خود بھی ممانعت ہی کا فیصلہ کیا اور اسے  
بھی واضح فرمایا کہ آخر عورتوں کے لئے زیارت قبور کو جانا کیوں جائز نہیں؟

مولیٰ تعالیٰ ہمیں شریعت کی روشنی میں سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲۱۔ پہلے کے بڑے بڑے علماء، ۱۲۔

احتیاط فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجدِ کرم میں حاضری سے اللہ عزوجل و علا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی۔ بلکہ منافقوں کو تہدید و ترہیب اور مردوں کو تقدیم، عورتوں کو تاخیر کی ترغیب فرمائی۔

## حضور اکرم کی طرف سے عورتوں کو نمازِ عید پڑھنے کا حکم

اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور نے عیدین کی سخت تاکید فرمائی۔ یہاں تک حکم فرمایا کہ برکتِ جماعت و دعاءِ مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مُصلّے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔

صیحیحین میں امّ عظیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والیوں کو عیدین کے دن نکالیں اور پردہ والیوں کو، تو یہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں انکی نماز گاہ سے کٹا سے رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے پاس (پردہ کونے کیلئے) چادر نہیں۔ فرمایا اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر سے ایک حصہ اوٹھائے

(مترجم)

أَمْرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحَيْضُ يَوْمَ  
الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ  
فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَ  
دَعَوْتَهُمْ وَتَعْتَزِلَ الْحَيْضُ عَنْ  
مُصَلَّاهُنَّ قَالَتْ أُمْرَأَةٌ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا حِلَابٌ  
قَالَ لِيَلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ  
حِلَابِهَا

اے خوف اور ڈر سنانا تہ آگے ہوتا ۳ پچھ رہتا

## حضور اکرم کا حکم کہ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو!

اور یہ صرف عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہیں بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ

اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی

مسجدوں سے نہ روکو! (مترجم)

مَسَاجِدِ اللَّهِ

یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر و توب کے لیے ہے اور نہ ہی تحریم کے لیے اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔

## محفل و عطا اور جماعت میں عورتوں کی شرکت ناجائز ہے

در مختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ:

أَتَذَلُّهُ يُصْرِحُ فِيهِ

اتنی بات ہے کہ اس میں صحابی کے نام کی

يَا سُمِّ الصَّحَابِيِّ فَيَقِيلَ عَمْرٌ

صراحت نہیں تو کسی نے کہا یہ حضرت عمر

عُمَرَ كَمَا عِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

سے مروی ہے جیسا کہ محدث عبدالرزاق

وَ أَحْمَدَ وَقِيلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اور امام احمد کی تفسیفات میں یہ حدیث حضرت

كَمَا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَأَحْمَدَ وَاللَّهُ

عمر سے مروی ہے اور کسی نے کہا حضرت ابن عمر

تَعَالَى أَعْلَمُ غَفْرَتَهُ - ۱۲

سے روایت ہے جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد کے یہاں

۱۲ حکم ۱۲ - ۵۲ نمائندت - روکنا - ۱۳

”يُكْرَهُ حُضُورُهُنَّ الْجَمَاعَةَ  
وَلَوْ لَجُمُعَةٍ وَعِيدٍ وَعُظًا  
بَطْلًا قَوْلًا وَعَجُوزًا لَيْلًا عَلَى  
الْمَذْهَبِ الْمُفْتَى بِهِ لِفَسَادِ  
الزَّمَانِ -“

فسادِ زمانہ کے باعث جماعت میں عورتوں  
کی حاضری مطلقاً مکروہ (تحریمی و ناجائز)  
ہے۔ اگرچہ جمعہ یا عید یا وعظ کیلئے حاضری  
ہو۔ اگرچہ بڑھیا کی حاضری شب ہی کو ہو۔ یہ  
اس مذہب کے مطابق ہے جس پر فتویٰ ہے (مہجم)

اسی طرح اور کتب معتبرہ میں ہے۔ آئمہ دین نے جماعت و جمعہ و عیدین و رکنہ  
و وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرما دیا۔ اگرچہ بڑھیا ہو۔ اگرچہ رات ہو۔ وعظ سے

اے جلسوں اور محفلوں میں عورتوں کو دعوتِ شرکت دینے والے اس سے سبق لیں۔ اور  
سوچیں کہ جب نماز کے اجتماعات، اور جمعہ و عیدین سے عورتوں کو روک دیا گیا تو جلسوں میں  
جانے کی اجازت کیسے ہوگی؟

پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہاں جا کر وہ علم و فیض کتنا حاصل کرتی ہیں؟ شاذ و نادر  
کچھ عورتیں ایسی ہوں گی جو بعورت و وعظ سنیں اور اس پر عمل کریں۔ ورنہ چاہو تو بلکہ نانا  
فیصد تو گویا جلسوں کے بہانے باہم مل کر باتیں کرنے جاتی ہیں۔ عورتوں کی تربیت و تعلیم  
کے لئے ہمیں بھی وہی راہ اختیار کرنی ہوگی جو ہمارے اگلے بزرگوں نے اختیار کی۔ انہیں  
ان کے شوہر ماں، باپ یا دیگر نیک محارم دینی معلومات اور شرعی احکام بہم پہنچائیں۔ کچھ  
لوگ اپنی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ دوسری لڑکیوں اور خواتین کو پر دے اور احکام  
شرعی کی پابندی کے ساتھ محسن و خوبی دینی احکام بتائیں اور سکھائیں، جس طرح ماں باپ  
اپنی لڑکیوں کو گھر کے کام کاج سکھانے میں پوری سستی، تیرخواہی، اہتمام اور توجہ کا  
منظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں بھی اپنی محنت و توجہ کا ثبوت دیں اور  
شروع ہی سے ان میں دینی مزاج پیدا کریں۔ دینی احکام سکھائیں (باقی اگلے صفحہ پر)

مقصود تو صرف اخذ فیض و سماع امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توبہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے اس کا فیض بے توبہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے اور یہ نہ ہو تو توبہ مشیخت بجز مفید نہیں۔ بلکہ ضرر سے قریب، نفع سے بعید ہے۔ کیا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ مابعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یُرِيدُونَ اَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ<sup>۱</sup> میں داخل مانا جائے گا۔ حاشیہ اطباء قلوب ہیں۔ مصالِح شرع جانتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے عورتوں کے لیے مسجدیں آئیگی

## ممانعت

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن و ابوداؤد میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا۔

لَوْ اَدْرَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدَتْ || ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب

(سلسلہ صفحہ سابق) عمل کرائیں اور ضروری کتابوں کی تعلیم دلائیں۔ تاکہ وہ بڑی ہونے کے بعد گھر کے اندر رہ کر ہی مطالعہ و مذاکرہ اور شوق و محنت سے اپنی معلومات میں اضافہ اور شریعت پر عمل کرتی رہیں۔ وَاللَّهُ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ السَّبِيلِ - ۱۲ (م)

۱۔ فیض لینا نیکی کا حکم اور برائی کی ممانعت سُنَّاتِ عَقِيدَةٍ وَعَمَلِ صَمِيحٍ كَرَامًا - ۱۲ (م) ۲۔ پیروی کرنا (۱۲) ۳۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ (یا۔ مونہوں) سے بجھادیں (کنز الایمان پ ۶ ع۔ توبہ پ ۲۸ ع ۹ صف)

النِّسَاءُ لَمَنْعَتِ الْمَسْجِدِ كَمَا ۥ ۥ پیداکر ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیجئے  
مَنْعَتُ نِسَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ - ۥ ۥ جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانہ سے آئمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔ پہلے جو ان  
عورتوں کو پھر لوڑھیوں کو بھی۔ پہلے دن میں۔ پھر رات کو بھی۔ یہاں تک کہ حکم  
ممانعت عام ہو گیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گاتے، پاجنے  
والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں، اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں،  
اب صالحات زیادہ ہیں؟ یا جب فیوض و برکات نہ تھے، اب ہیں؟ یا جب کم تھے  
اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ  
ہے تو جب ہزار تھیں۔ جب اگر ایک فاسقہ تھی، اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک  
حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھے۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”لَا يَأْتِيُ عَامٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ أَشْرَبُ مِنْهُ“

یعنی ہر سال پہلے سے بُرا ہوگا۔ (ترجمہ)

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابر ترقی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا۔ وہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں۔ فرمایا اگر زمانہ اقدس حالت یہ ہوتی، حضور  
عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

## حضرت عمر فاروق کی طرف سے ممانعت

حَيْثُ قَالَ : ان کے الفاظ یہ ہیں :

۱۱۔ پہلے کے برخلاف - ۱۲۔ م۔



وَلَمَّا نَهَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ النِّسَاءَ عَنِ  
الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَشَكَّوْنَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَقَالَتْ لَوْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمَ عُمَرُ مَا أَذِنَ لَكُنَّ  
فِي الْخُرُوجِ -

## جو ان و بڑھی عورتوں کیلئے جماعت میں شرکت کی ممانعت

پھر فرمایا :-

فَأَجْتَبَحَ بِهِ مَعْلَمَانَا وَ  
مَنَعُوا الشَّوَابَ عَنِ الْخُرُوجِ  
مُطْلَقًا أَمَا الْعَجَائِزُ فَمَنَعُهُنَّ  
الْبُحَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
عَنِ الْخُرُوجِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ  
دُونَ الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ  
وَالْفَتَوَى الْيَوْمَ عَلَى كَرَاهَةٍ  
حُضُورِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا  
إِظْهَارِ الْفُسَادِ ط

اس سے ہمارے علماء نے استدلال کیا اور  
جو ان عورتوں کو نکلنے سے مطلقاً منع فرما  
دیا۔ رہیں بڑھیاں تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے انہیں ظہر و عصر میں نکلنے  
سے منع کیا۔ فجر و مغرب اور عشاء سے  
نہیں۔ مگر آج فتویٰ اس پر ہے کہ بڑھیوں  
کی حاضری بھی تمام نمازوں میں مکروہ  
ہے۔ کیونکہ اب فساد نمایاں ہے۔

(مترجم)

## حضرت عبداللہ ابن عمر نے کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالا

اسی نبی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے :

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَ  
یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: عورت

أَقْرَبُ مَا تَكُونُ إِلَى اللَّهِ فَمَنْ  
 قَعُرَ بَيْتَهَا فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَسْرَفَهَا  
 الشَّيْطَانُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ  
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُومُ يَحْصِبُ  
 النِّسَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُخْرِجُهُنَّ  
 مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ  
 يَمْنَعُ نِسَاءَ الْجُمُعَةِ وَ  
 الْجَمَاعَةَ.

سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ  
 اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں  
 ہوتی ہے۔ اور جب باہر نکلے تو شیطان اس  
 پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ  
 ابن عمرؓ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں  
 مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ اور  
 امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ  
 امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 اپنی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔

جب ان تعمیر کے زمانوں میں ان عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں  
 منع کر دی گئیں۔ اور کاہے سے؟ حضور مساجد و شرکت جماعات سے حالانکہ  
 دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمینہ شہور میں ان  
 قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟ وہ  
 بھی کلبے کی؟ زیارت قبور کو جانے کی؟ جو شرعاً ماکدہ نہیں۔ اور خصوصاً  
 ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں۔  
 یہ کس قدر مشروعیت مطہرہ سے مناقضت ہے۔

۱۔ خرابیوں۔ برائیوں کے زمانوں میں۔ ۱۲۔

۲۔ باہم ایک دوسرے کے خلاف بات کرنا۔ مخالفت۔ ۱۲۔

## خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے

شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جَلْبِ مَصَالِحٍ پَرَسَلْبِ مَفْسَدَہ کو  
مقدم رکھتی ہے۔

وَرَعُ الْمَفَاسِدِ أَحْرَمٌ ۥ جَلْبُ الْمَصَالِحِ ۥ  
|| خرابی کے اسباب دور کرنا خوبی کے  
اسباب لانے سے اہم ہے۔ (مترجم)

جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا۔ اس مصلحتِ عظیمہ سے آئمہ دین امام  
اعظم و صاحبین و من بعدہم نے روک دیا اور عورتوں کی مسلیں نہ بنائیں کہ صالحات  
جائیں۔ فاسقات نہ جائیں۔ بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا

۱۔ خوبی پیدا کرنے والی چیز لانا۔ خوبی کا سبب حاصل کرنا۔

۲۔ بُرائی کا سبب دور کرنا۔ ۱۲۔ (م)

۳۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو خاص شاگرد ہیں۔ جو  
مسک حنفی کے امام بھی ہیں۔ ۱۔ امام قاضی ابو یوسف یعقوب۔ ۲۔ امام محمد بن الحسن  
شیبانی۔ امام محمد نے امام ابو یوسف سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس لئے ان کے استاذ  
امام اعظم اور امام ابو یوسف دونوں حضرات ہیں۔ جب امام ابو یوسف اور امام محمد کو  
ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو انہیں "صاحبین" کہتے ہیں۔ کیہ یہ دونوں حضرات امام صاحب کے شاگرد  
ہونے کی نسبت سے آپس میں سمجھتی ہیں۔ اور جب امام اعظم اور امام ابو یوسف کو ایک ساتھ  
ذکر کرتے ہیں تو "شیخین" کہتے ہیں۔ کیونکہ امام محمد کی بہ نسبت یہ دونوں حضرات شیخ اور استاذ  
ہیں اور جب امام اعظم اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو "طرفین" کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ  
دونوں حضرات امام ابو یوسف کی بہ نسبت طرف ہیں۔ امام ابو یوسف درمیانی حیثیت کے  
(باقی اگلے صفحہ پر)

فرمایا ہے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں؟

تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو

جائیگا جو بے حکم ہے (کنز الایمان)

یا ہم یہ ہینر گاروں کو شرمیہ بے حکموں کے برابر

ٹھہرا دیں۔ (کنز ۲۳ ع ۱ ص ۱ آیت ۲۸)

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ

فَاسِقًا (پلے ع ۲۵ سجدہ آیت ۱)

أَمْ تَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ

تو اب کہ منسودہ جب سے بہت اشد ہے۔ اس مصلحتِ قلیل سے روکنا

کیوں نہ لازم ہوگا۔ اور عورتوں کی قسمیں کیوں کر چھانٹی جائیں گی۔

۳۔ صلاح و فسادِ قلب امرِ مستمر ہے اور دعوے کے لئے سب کی زبان

کُشادہ اور محق و مبطل ہے۔ معلوم مع ہذا صلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ

وشوار نہیں۔ خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ قلب کے لئے

بہت آمادہ ہوتا ہے۔

(سلسلہ صفحہ سابق) حامل ہیں کہ یک طرف امام صاحب، کے شاگرد ہیں تو دوسری طرف

امام محمد کے استاذ۔ اور امام اعظم دونوں حضرات کے لحاظ سے شاگرد ہیں۔

۴۔ اور ان اماموں نے بھی ردک دیا جو ان سے بعد ہیں۔ ۱۲ (م)

۱۲۔ سخت تر۔

۱۳۔ دل کی درستی اور خرابی پوشیدہ پھیر ہے۔

۱۴۔ حق والا اور باطل والا

۱۵۔ انقلاب و قلب۔ پلٹنا۔ پھربانا۔ ۱۲ (م)

## اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے

رَوَيْدَكَ أَنْجَشَةَ رِفْتًا ۥ ۥ شیشیوں کے ساتھ نرمی کی خاطر انجشتہ!  
بِالْقَوَارِيرِ۔ ۥ ۥ سواریاں آہستہ چلاؤ۔ (مترجم)

ارشاد ہوا مرد اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت نفس  
تمام جہانوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ جب قسم کھائے۔ حلف اٹھائے نہ کہ  
جب خالی وعدوں پر امید دلائے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ ۥ ۥ اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر  
إِلَّا عُرُورًا ۥ (پ ۵۱، نسا آیت ۱۲) ۥ فریب کے۔ (کنز الایمان)

بالمخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے۔ اس صورت  
میں منفی کو تفصیل کیونکر جائز۔ یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس  
کی رسی کی تطویل ۲

امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں :

أَفَايُزِيهِذَا مَعَ السَّلَامَةِ أَقْلٌ ۥ ۥ سلامت اسے پانے اور کامیاب ہونے والے  
قَلِيلٌ فَلَا يُبْنِي الْفِقْهَ بِاعْتِبَارِهِمْ ۥ ۥ کم سے کم تر ہیں۔ توفیق کی بنیاد ان کے اعتباراً  
وَلَا يُذَكِّرُهَا لَهُمْ قِيْدًا فِي ۥ ۥ نہ ہوگی۔ نہ ان کا حال قید جو ازینا کر ذکر ہوگا۔  
الْجَوَائِزِ لِأَنَّ شَانَ النَّفْسِ ۥ ۥ کیونکہ نفس کا کام ہی ہے جھوٹا دعویٰ کرنا

۱۔ الگ الگ کرنا۔ فرق کرنا۔ ۱۲۔ ۲۔ لمبا کرنا۔ دراز کرنا۔ ۱۳۔

۳۔ علامہ کمال الدین ابن الہمام علیہ الرحمۃ کی عبارت ”حرم پاک میں سکونت“ سے متعلق ہے۔ مکہ مکرمہ  
میں نیکیوں کا اجر بے پناہ ہے۔ مگر گناہوں کا وبال بھی بڑا سخت ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

الدَّعْوَى الْكَاذِبَةُ وَإِنَّهَا  
لَأَكْذِبٌ مَا يَكُونُ إِذَا حَلَفْتَ  
فَكَيْفَ إِذَا دُعِيتُ.

اور یہ سب سے بڑا جھوٹا اس وقت ہوتا  
ہے جب قسم کھائے۔ تو یہ جب محض دعویٰ  
کرے اس وقت کیا حال ہوگا۔ (مترجم)

ساداتِ ثلاثہ علامہ حلیبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں:  
وَهُوَ وَجِيهٌ قَيْنُصُّ عَلَى الْكِرَاهَةِ  
اور یہ کلام وجیہ اور عمدہ تو ہے صاف

بھی بڑا سخت ہے۔ حرم پاک کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام بھی واجب ہے اور کسی  
گناہ کا ارادہ بھی خطرناک ہے۔ ان سب کے پیش نظر علماء کو اس میں اختلاف ہو کہ  
بیرونِ حرم کا آدمی اگر حرم پاک میں سکونت اختیار کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟  
بعض شافعیہ نے بیان کیا کہ مستحب ہے۔ البتہ اگر گناہ میں پڑنے کا ظن غالب ہو تو  
نہیں۔ یہی امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب ہے۔ امام اعظم اور امام مالک کے  
نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

صاحب فتح القدر نے اقوالِ ائمہ و علماء اور احادیثِ ثواب و عقاب لکھنے کے  
بعد فرمایا "ہاں! اللہ کے کچھ نیک، برگزیدہ، مخلص بندے ایسے ہیں جو سکونتِ حرم  
کے اہل اور حسناات و صلوات کے اضافہ کی فضیلت اس احتیاط کے ساتھ حاصل کرنے والے  
ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ان کی نیکیاں برباد جائیں۔ اس عبارت  
کے بعد فرمایا: مگر ایسے لوگ کم سے کم تر ہیں۔"

فاضل برینوتی علیہ الرحمۃ کا اس عبارت سے استدلال یہ ہے کہ فقہی احکام میں  
غالب و اکثر کا لحاظ ہوتا ہے۔ کیونکہ دل کی اچھائی یا برائی پوشیدہ چیز ہے۔ اور  
نفس جو صلاح و نیکی اور خطرات کو بسلا مت عبور کر لیتے کامدعی ہو، سخت جھوٹا ہے۔

وَيَرْكُ التَّقِيدُ بِالتَّوْقِيقِ -

مکر وہ ہونا کہا جائے گا اور اپنے اوپر  
اعتماد کی قید (لگا کر غیر مکر وہ بتانا) پھوڑ  
دیا جائے گا۔ (مترجم)

## نیک اور بد میں فرق مشکل ہے

منتهی شرح ملتقی میں ہے:

رہے وہ جو ان کے برخلاف ہیں تو اس  
زمانے میں وہ نادر ہیں۔ لہذا ان کے لیے  
کوئی الگ حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ امتیاز کرنا  
دشوار ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون؟  
(مترجم)

أَمَّا مَنْ كَانَ بِخِلَافِهِمْ  
فَنَادِرٌ فِي هَذَا الزَّمَانِ فَلَا يُفْرَدُ  
بِحُكْمٍ لِحَدَجِ التَّمْيِيزِ بَيْنَ  
الْمُصْلِحِ وَالْمُفْسِدِ.

۱ صاحب در مختار علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی نے فرمایا تھا: وَلَا تَكْرَهُ الْمُجَاوِرَةَ  
بِأَمْدَانِهِ وَكَذَا بَعْلَةَ لِمَنْ يَتَّقُ بِنَفْسِهِ (در مختار ج ۱ ص ۱۱۳ مطبع نولکشور  
لاہور) مدینہ میں سکونت اختیار کرنا مکر وہ نہیں۔ یوں ہی مکہ میں۔ اس کے لیے جو  
اپنے نفس پر بھروسہ رکھتا ہو۔ اسی عبارت کے پیش نظر در مختار کے تینوں محشی  
ثناء سادات نے فتح القدر کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے فرمایا کہ جب نفس کا یہ حال  
ہے تو اس کا کیا بھروسہ؟ لہذا سکونت بزم کو صاف صاف مکر وہ کہا جائے گا۔ ۱۲

۲ یہ عبارت نفقہ طلب علم سے متعلق ہے۔ باپ پر نادر نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہے۔  
یوں ہی ان نابالغ اولاد کا جو کمانے سے عاجز ہوں۔ اگر کوئی بالغ فرزند ایسا ہے جو کمانے  
پر قادر ہے مگر طلب علم دین میں مشغول ہے تو اس کا خرچ باپ پر واجب ہے یا نہیں؟

۱۲: دیکھ صفحہ پر

شرحُ باب میں ہے:

لَوْ كَانَتْ الْأَيْمَةُ فِي زَمَانِنَا وَ  
تَحَقَّقَ لَهُمْ شَأْنُ الصَّرْحِ وَالْحُرْمَةِ  
اگر آئمہ ہمارے زمانہ میں ہوتے اور ہماری  
حالت کی انہیں تحقیق ہو جاتی تو وہ بھی صراحتاً  
حرام کہتے۔ (مترجم)

## عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت

۴ زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی۔ پھر اجازت فرمائی علماء کو

(سلسلہ صفحہ سابق) بعض نے کہا واجب ہے۔ بعض نے کہا نہیں ہے۔ جن علماء نے واجب کہا انہوں نے یہ قید لگا دی ہے کہ وجوب اس صورت میں ہے۔ جب طالب علم فرزند نیک سیرت اور واقعی "طالب علم" ہو۔ ورنہ اس کا نفقہ باپ پر واجب نہیں۔ صاحبِ نیکہ و فنیہ و صاحبِ منتقی فرماتے ہیں کہ اکثر طلبہ رشد و صلاح والے نہیں۔ اور حکم اکثر ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہذا مطلقاً کہا جائے گا کہ باپ پر طالب علم کا نفقہ واجب نہیں۔ فاضل بریلوی کا استدلال بس اتنے ہی سے ہے کہ حکم باعتبار اکثر ہو اگر تا ہے۔

رہا یہ، دو یہ حاضر میں حکم کیا ہونا چاہیے؟ تو راقم کے خیال میں اس کی تحقیق و تفصیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب طلبہ کی کئی قسمیں اور مختلف حالتیں ہیں۔ یوں ہی اب علم دین کے لئے حالاتِ زمانہ بھی مختلف ہیں۔ ۱۲ (۴)

۱۲ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد اسی "جو احرام" کے مسئلہ سے متعلق ہے بسکونتِ حرمین کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا مفصل عربی رسالہ "صَبَقْلُ الدِّينِ عَنْ أَحْكَامِ مُجَاوَرَةِ الْحَرَمَيْنِ" دیکھنا چاہیے۔

یہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔



اختلاف ہو کہ عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث:

لَعْنَةُ اللَّهِ الزَّائِرَاتِ الْقُبُورِ -

یعنی اللہ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کرے۔ (مترجم) سے قطع نظر کہ تسلیم کیجئے کہ عورتوں کو بھی شامل ہوئی۔ مگر جس قدر اول کی عورتوں کو جن میں حضور مساجد و جمعہ و عیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا جب زمانہ نساہ آیا۔ ان ضروری تاکیدیں حاضرین سے عورت کو ممانعت ہو گئی تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ۔

اسی غنیہ کے اسی ص ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے۔

ممانعت کا تنزیہی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے خاص ہونا چاہئے۔ جب کہ عورتوں کے لئے مسجدوں، عیدوں وغیرہ میں حاضر ہونا سباح تھا اور بہار زمانہ میں تو عسری ہونا مناسب ہے۔ (مترجم)

يُبْغِي أَنْ يَكُونَ التَّنْزِيَهُ  
مُخْتَصًّا بِرَمْنِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانَ يُبَاحُ لَهُنَّ  
الْخُرُوجُ لِلْمَسَاجِدِ وَالْأَعْيَادِ  
وَعَتِيدِ ذَلِكَ وَأَنْ يَكُونَ فِي  
زَمَانِنَا لِلتَّحْرِيمِ د الخ

نماز کھیلنے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے تو قبرستان جانیکا کیا حال ہوگا

اسی عینی جلد چہارم میں اچی عبارت منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابو عمر سے ہے:  
وَلَقَدْ كَرِهَ الْأَكْثَرُ الْعُلَمَاءُ خُرُوجَهُنَّ  
إِلَى الصَّبَوَاتِ فَلَيْفَ إِلَى الْمَقَابِرِ  
اکثر علماء نے تو نمازوں کے لئے عورتوں کا نکلنا مکروہ رکھا۔ تو قبرستانوں کو

وَمَا أَظُنُّ سُقُوطَ فَرَضِ الْجُمُعَةِ  
عَنْهُنَّ إِلَّا دَلِيلًا عَلَى إِمْسَاكِهِنَّ  
عَنِ الْخُرُوجِ فِيمَا عَدَاهَا۔

جانے کا کیا حال ہوگا؟ میں تو یہی سمجھتا  
ہوں کہ عورتوں سے فرض جمعہ ساقط  
ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں  
اس کے علاوہ سے بھی روکا جائیگا۔ (مترجم)

۱۔ حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جو از نفس مسئلہ کافی ذاتہ حکم ہے اور

۱۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ فقہ کی بعض کتابوں میں عورتوں کے لئے زیارت قبور  
کو جائزہ بتایا گیا ہے اور بعض میں ناجائز۔ تو دونوں میں مطابقت کیسے ہوگی۔  
ایک عمدہ تطبیق تو ۱۳ کے تحت آرہی ہے۔ یہاں ۱۵ میں یہ فرما رہے ہیں کہ  
تطبیق اس طرح ہے کہ حالات و عوارض سے قطع نظر خود مسئلہ زیارت قبور کو  
دیکھئے تو زیارت عورت کے لئے بھی جائز ہے۔ لیکن عورتوں اور زمانہ کے حالات و  
عوارض پر نظر کیجئے تو ناجائز ہے۔ اور یہ عوارض ایسے ہیں جو اکثر و بیشتر پائے جاتے  
ہیں۔ شاذ و نادر ان سے محفوظ رہنے کی صورت ملتی ہوگی۔ لہذا فقہی حکم یہی ہوگا  
کہ عورتوں کے لئے (سوائے زیارت روضہ انور کے دیگر) مزارات کی حاضری ناجائز  
ہے۔ کیونکہ فقہ کا حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ  
فقہی کتابوں میں خاص قیدوں کے ساتھ کسی امر کو جائز لکھا گیا۔ اور اس حکم جو از کو  
اہل تصحیح نے بعد کی کتابوں میں صحیح و درست بھی بتایا۔ مگر حالات زمانہ دیکھ کر علماء  
نے اس امر سے مطلقاً ممانعت فرمائی۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں اس کی چند  
مثالیں صراحتہ گنائی ہیں۔

(۱) جو اہرم۔ حرم پاک میں سکونت کا حکم فتح القدر کی عبارت سے گزرا کہ یہ اکثر لوگوں  
کے احوال کی بنیاد پر ناجائز ہے۔ کیونکہ عموماً زیادہ دن رسنے کے بعد حرم کی  
کہ حد تعظیم و توقیر نہ کر پائیں گے۔ غافل ہو کر خطا بھی کر بیٹھیں گے۔ نتیجتاً ثواب  
(باقی کھلے صفحہ)

ممانعت بوجہ عارض غالب توفتویٰ نہ ہوگا۔ مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظاً بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز اور اس کی تصریح تک کتب میں مُصرّح اور

(سلسلہ صفحہ سابق) ضائع، گناہ لازم۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ فرمایا کہ اگر آئمہ کرام ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہمارا حال ان پر کھلتا تو وہ تمام حضرات بلا اختلاف سکونت حرم کو صاف صاف حرام کہتے۔

(۲) شہروں میں عام لوگوں کے نہانے کے لیٹے گرم پانی کے انتظام کے ساتھ مکانات بنے ہوتے ہیں جنہیں ”حمام“ کہتے ہیں۔ ان ہی حماموں میں عورتوں کا نہانا جائز کہا گیا۔ کیونکہ وہاں بے پردگی کا لازمی اندیشہ ہے بلکہ اکثری وقوع ہے۔ یہاں بھی اکثر ہی کے لحاظ سے عام حکم کہ دیا گیا ہے۔ اس بارے میں آگے درمختار کی عبارت ہے۔

(۳) نفقہ طالب علم۔ باپ پر بالغ طالب علم فرزند کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟ اس سے متعلق درمختار کی عبارت گزری۔ جس میں اکثر ہی کے حالات کی بنیاد پر حکم جاری کیا گیا ہے۔

(۴) شطرنج کھیلنا۔ بعض لوگوں نے اس لحاظ سے اس کو جائز کہا کہ اس سے بارہ یک بینی دور اندیشی پیدا ہوتی ہے۔ جنگی داؤں سمجھنے اور چلانے میں مدد ملتی ہے۔ یہ حکم بھی اس شرط و قید کے ساتھ کہ اس میں ہار جیت نہ ہو۔ کمرٹی نماز وقت سے مؤخر نہ ہو۔ فحش گوئی اور کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو۔ ہمارے آئمہ کرام نے احادیث کرمہ اور حالات اکثر کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ شطرنج کھیلنا مطلقاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس سے متعلق کافی جامع الرموز اور رد المحتار کی عبارت پیش کی۔

حاصل کلام یہ کہ حکم فقہ باعتبار اکثر ہوتا ہے اور جہاں عورتوں کیلئے زیارت قبور

نظر بحال زمانہ حکم علماء متع مطلقاً جیسے جو اہر حرم و دخولِ زناں بہ حمام و نفقہ طالب علم و لعب شطرنج وغیرہ۔ اول و سوم کی عبارات گزریں۔ در مختار میں در بارہ دوم ہے۔

فی زماننا لا شک  
فی الکراہۃ ۷

ہمارے زمانہ میں اس کے مکروہ ہونے  
میں کوئی شبہ نہیں۔ (مترجم)

کافی و جامع الرموز و ردالمحتار میں در بارہ اخیر ہے۔

هُوَ حَرَامٌ وَ كَبِيرَةٌ عِنْدَنَا  
وَ فِي أَبَاحَتِهِ إِعَانَةُ الشَّيْطَانِ  
عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ ۷

ہمارے نزدیک تو شطرنج کھیلنا حرام اور  
گناہ کبیرہ ہے اور اسے جائز رکھنے میں  
شیطان کو مسلمانوں کے خلاف مدد دینا ہے۔

## فقہ کا حکم غالب کے اعتبار پر ہوتا ہے

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ باعتبار

(سلسلہ صفحہ سابق) کو جائز کہا گیا ہے تو اکثری حالات و عوارض کے پیش نظر نہیں بلکہ صرف اس پر نظر کرتے ہوئے کہ قبروں کی زیارت اچھی چیز ہے۔ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ یہ بھی ان قیود کے ساتھ کہ بے صبری، آہ و زاری وغیرہ ممنوعات کا ارتکاب نہ کریں۔

اور جہاں ناجائز کہا گیا تو زمانہ اور عورتوں کے عمومی حالات پر نظر کرتے ہوئے اور فقہی حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے تو فتویٰ اسی پر ہو گا کہ عورتوں کے لئے زیارت قبور کہ جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ ۱۲-۱۳

غالب کے ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک۔ یہیں سے بریائیوں کا حال کھل گیا۔ دس ہزار بریائیاں مردار مینڈھے، دینے، بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزار مذبح جانوروں کی مختلف ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں تحری کر کے جس کی طرف حلت کا خیال جمے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک:

در مختار میں ہے:

تَعْتَبِرُ الْعَلْبَةَ فِي أَوَائِدِ  
طَاهِرَةٍ وَنَجِسَةٍ وَمَيْتَةٍ وَذَكِيَّةٍ  
فَإِنَّ الْأَعْلَبُ طَاهِرًا أَوْ بِالْعَكْسِ  
وَالسُّوَاءِ لَا۔

پاک و ناپاک برتنوں اور مردار و مذبح جانوروں میں غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اکثر پاک ہوں تو تحری کرے اور جہر دل جمے کہ یہ پاک ہے اسے استعمال کرے لیکن اگر اکثر ناپاک ہوں یا دونوں برابر ہوں تو تحری نہ کرے۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سب ناپاک قرار دیئے جائیں گے (مترجم)

ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرت حرام سے اس پر کیا اثر بکریاں

۱۔ شرعی طور پر ذبح کیا ہوا۔ ۲۔ ایک دوسرے سے ملا ہوا۔ خلط ملط۔

۳۔ طلب ماہوا حری۔ اپنے دل کی رائے معلوم کرنا کہ کسی دو یا چند میں مناسب و لائق اور درست کیا ہے؟ ۱۲۔

۴۔ یہاں یہ حال نہیں کہ کسی ایک کا اندیشہ فتنہ سے ماسون و محفوظ ہونا قطع طور پر معلوم ہو۔ یہاں تو ساری عورتوں کے بارے میں کلام ہے کسی کے دل میں کیا ہے کچھ پتہ نہیں۔ دل کی اچھائی، برائی تو پوشیدہ چیز ہے اور ایسا نہ مشکل و دشوار (باقی اگلے صفحہ پر)

سُن چکے کہ فساد و صلاحِ قلبِ مصنم، و تمیز، متعذرنا میسر در مفتقی کی عبارت ابھی گزری۔ پھر غلبہٴ فساد متیقن۔ تو قطعاً مطلقاً حکم ممانعت متعین۔ جیسے وہ بیسیوں ہزار بریائیاں سب حرام ہوئیں۔ حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام چلے۔

۴۔ عینی شرح بخاری جلد سوئم کی عبارت آپ نے نقل کی۔ اس میں نہ زنانِ مصر

(سلسلہ صفحہ گزشتہ) تو یہاں اس چیز پر قیاس کیسے ہو سکا ہے۔ جس کا انگ ممتاز طور پر حلال ہونا قطعاً معلوم ہے۔ پھر جب اکثر عورتوں میں فساد و خرابی کا ہونا یقینی ہے تو اصولِ شریعت کے مطابق ممانعت ہی متعین ہے۔ جیسے دس ہزار بریائیوں میں دس ہزار ناپاک بریائیاں مل جائیں اور پتہ نہ چلے کہ کون پاک ہے، کون ناپاک۔ تو بیسیوں ہزار حرام ہیں۔

۵۔ فاضل سائل نے علامہ محمود عینی حنفی کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری کی ایک عبارت نقل کر کے یہ استدلال کرنا چاہا تھا کہ ممانعت صرف ان فاسقہ عورتوں کے لئے ہے۔ سب کے لئے نہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ عینی میں ممانعت فاسقہ عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کی ہے۔ اپنی نقل کی ہوئی عبارت سے ایک صفحہ پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے حکم مسئلہ بیان کیا ہے وہاں سبھی عورتوں کے لئے ممانعت لکھی ہے اور بتایا ہے کہ ممانعت کی وجہ ہی فتنے کا "اندیشہ" ہے۔ یہ نہیں کہ بدکاری و فتنہ واقع ہو جیسا ممانعت ہو۔

اور آپ نے علامہ عینی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تو فساد و خرابی کے لحاظ سے عورتوں کی سولہ قسموں کا بیان ہے۔ جن میں دو مغنیہ کاٹے والی اور دلالہ (درمیانی بن کر دو میں برائی یا برائی کا رابطہ پیدا کرنے والی) ہیں۔ پھر بیان کیا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی خلافِ شرع قسمیں ہیں۔ آپ کی منقولہ عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ممانعت صرف ان ہی فتنہ گر اور فساد والی عورتوں کے لئے خاص ہے؟ ۱ - ۲۱ - ۲

سے حکم خاص ہے۔ نہ منغنیہ و دلالہ کی تخصیص۔ اس میں سولہ صنف فساد و زنان  
تو بیان کیں۔ جن میں دو یہ ہیں۔ اور فرمایا "اس کے سوا اور بہت سے اصناف  
قواعد شریعت کے خلاف۔"

## حنفی علمائے حکم مطلق رکھا ہے کہ فتنہ برپا کرنے والی عورتوں سے خاص

اور بتایا کہ ام المومنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ ان میں بعض  
امور حادث ہوئے۔ کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزاروں حصہ  
نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے  
اپنے امہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنان  
فتنہ کے سے خاص اور اس کی علت خوفِ فتنہ بتائی ہے۔ نہ کہ خاص وقوع یہی بعینہ نص  
ہدایہ ہے۔

يُكْرَهُ لِهِنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ يُعْنَى || عورتوں کیلئے جماعت کی حاضری مکروہ ہے یعنی  
لشَوَابٍ مِّنْهُنَّ لِمَا فِيهِنَّ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ || جوان عورتوں کیلئے کیونکہ اس فتنے کا اندیشہ ہے  
ہاں جن سے وقوع ہو رہا ہے جیسے زنانِ مصر، ان کیلئے حرام بدرجہ اولیٰ  
بتایا گیا ہے کہ جب خوفِ فتنہ پر ہمارے امہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں  
فتنہ پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر۔

## عورت کیلئے جماعت میں شمولیت مکروہ ہے

عبارت عینی یہ ہے:

قَالَ صَاحِبُ الْإِهْدَاءِ يُكْرَهُ لِهِنَّ حُضُورُ || صاحب ہدایہ نے فرمایا "عورتوں کیلئے جماعتوں  
وَالْجَمَاعَاتِ قَالَتْ شَرَّاحُ يُعْنَى الشَّوَابِ || کی حاضری مکروہ ہے۔"

فِيهِنَّ وَقَوْلُهُ الْجَمَاعَاتُ يَتَنَاوَلُ  
الْجُمُعَ وَالْأَعْيَادَ وَالْكَسُوفَ وَالْإِسْتِسْقَاءَ  
وَعَنِ الشَّافِعِيِّ يَبَاحُ لِهِنَّ الْخُرُوجُ  
قَالَ أَصْحَابُنَا لِأَنَّ فِي خُرُوجِهِنَّ  
خَوْفَ الْفِتْنَةِ وَهُوَ سَبَبٌ لِلْحَرَامِ  
وَمَا يُقْضَىٰ إِلَى الْحَرَامِ حَرَامٌ فَعَلَىٰ  
هَذَا قَوْلُهُمْ مِثْرًا مُرَادُهُمْ  
مُحْرَمٌ لَا سِيَّمَا فِي هَذَا الزَّمَانِ  
يَشِيُوعِ الْفَسَادِ فِي أَهْلِهِ.

بعض شارحین نے کہا یعنی جوان عورتوں  
کے لیے مصنف کا قول "جماعتوں" جمعہ،  
عیدین، کسوف، استسقا، سب کو شامل ہے۔  
امام شافعی سے مروی ہے کہ عورتوں کیلئے  
جماعت میں آنا جائز ہے۔ ہمارے لوگوں نے  
کہ اسبت کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کے  
نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے اور یہ نکلنا ایک  
حرام کا سبب ہے۔ اور جو کام حرام تک  
پہنچانے والے ہوں وہ حرام ہی ہیں۔ اس کے  
پیش نظر "مکر وہ" سے ہمارے علماء کی مراد  
ہے "حرام" خاص کر اس زمانے میں۔ اس لیے کہ  
اب اہل زمانہ میں فساد اور برائی عام ہے (مترجم)

پھر اسی صفحہ پر عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں  
کو کنکریاں مارنا، مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں  
کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا۔ کَمَا تَقَدَّمَ عِنَايَه  
سے گزر کہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع کیا۔

## عورتوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت عام ہے

کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امام  
اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گرد و اہل فساد تھیں؟ ہاں شاہرگز نہیں۔



يَا لَلْعَجَبِ - اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا۔ حاشائے حاشائے حاشائے ہم۔ تو ثابت ہوا کہ منع عام سے صرف فاسقیت سے خاص نہیں۔ اور ان کا خصوصاً ذکر فرما کر زنانِ مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ نہ کہ فقط فتنہ اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیۃ و دلالہ کو۔

۸۔ اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم یہ بیان فرمایا کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس نہ مانہ کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا "خصوصاً" زنانِ مصر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بوجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص، اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں؛ یہ مساک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهِنَّ الْخُرُوجُ وَلِهَذَا كَرِهْنَا فِي مِثْرٍ قَسَطَلَانِي كَسَبِ شَافِعِيَةٍ فِي بَشْرٍ بَخَارِي فِي اس طرف گئے کہ مانی نے قول تیمی کہ "اس حدیث میں بعض زنان کے سبب سب عورتوں کی ممانعت پر دلیل ہے" نقل کر کے کہا؛

قُلْتُ الَّذِي يُعَوَّلُ عَلَيْهِ  
مَا قُلْنَا وَلَمْ يَحْدُثِ الْفَسَادُ  
فِي الْكُلِّ۔

میں نے کہا۔ معتمد وہی ہے جو ہم نے  
بیان کیا۔ سب عورتوں میں خرابی نہیں  
پیدا ہوئی ہے۔ (مترجم)

ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے

۱۔ پرہیزگاروں اور فاجروں بد عملوں کا۔ ۱۲۔ علت بتائی۔ سبب بیان کیا۔ ۱۳۔

۳۔ نکلنا۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ایک جواب تو یہ کہ دل کی صلاح و فساد پوشیدہ چیز ہے۔ کیا پتہ کس کے دل میں صلاح و درستی ہے، فساد نہیں۔ اور کس میں فساد و خرابی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ باذتہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی رقی پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے۔

## زیارتِ قبر کی عورتوں کو اس وقت اجازت تھی جب مسجد میں ان کا جانا مباح تھا

۹۔ عبارتِ غنیہ کہ آپ نے نقل کی۔ اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت

(بہ اسلہ صفحہ گذشتہ)۔ صلاح نہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ حضرت فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور ایک جلیل القدر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے زمانہ اور اپنے گھر کی عورتوں کو روکا۔ جب دورِ صحابہ اور تابعین میں حالت بدل گئی اور عورتوں کو روکا گیا تو کیا اس زمانے کی عورتیں ان زمانوں کی خواتین سے بہتر ہیں کہ ان سے اندیشہ تھا، ان سے اندیشہ نہیں جب وہ روکی گئیں تو انہیں بدرجہ اولیٰ روکا جائے گا۔

تیسرا جواب یہ آ رہا ہے کہ ہم نے مانا عورت صالحہ و پارسا ہے۔ اس سے اندیشہ فتنہ نہیں۔ مگر فتنہ یہیں تک محدود نہیں۔ فتنہ ایک اور ہے جو اس سے بھی سخت ہے۔ فاسقوں، بدکاروں کی طرف سے عورت پر فتنے کا اندیشہ ہے (جیسا کہ اس زمانے میں تجربہ روزمرہ ہے) یہاں عورت کی نیکی و پارسائی کیا کام دے گی؟ اس فتنے کا کیا علاج؟ بہر حال عورت سے اندیشہ ہو یا عورت پر اندیشہ ہو دونوں خطرناک ہیں۔ لہذا ممانعت ضرور ہوگی۔ کاش اگر عورتیں احکامِ اسلام پر عمل پیرا ہو کر اندرونِ خانہ رہ کر اپنی پاک دامن محفوظ رکھتیں تو بد معاشوں، آوارہ گردوں کو عصمتِ دری اور ظلم و ستم کے یہ مواقع فراہم نہ ہوتے جن پر آج بار بار احتجاج ہو رہا ہے اور کوئی حل نظر نہیں آتا۔ خود عورتیں اپنے کو اسلامی شریعت کے دائرے میں رکھیں تو بڑی حد تک امان اور بہت سے فتنوں کا سدباب ہو جائے۔ ورنہ (باقی اگلے صفحہ پر)

اس وقت تھی جب انہیں مسجدوں میں جانا مباح تھا۔ اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے۔  
سب کو ہے یا زمانِ فتنہ کو؟ اس کے ساتھ سطر بعد کی عبارت دیکھئے۔

اس کی تائید تبدیلیءِ زمانہ سے پیدا ہونے  
والا وہ معنی کر رہا ہے جس کے سبب  
عورتوں کے لیے جمعہ و جماعات کی  
حاضری مکروہ ہوئی۔ جس کی طرف حضرت  
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے  
اس فرمان سے اشارہ کیا کہ "اگر رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے  
جو عورتوں نے ان کے بعد پیدا کر لی ہے  
تو انہیں روک دیتے۔ جیسے بنی اسرائیل  
کی عورتیں روک دی گئیں؛ جب عائشہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں  
کے بارے میں یہ فرما رہی ہیں تو ہمارے زمانے  
کی عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ (مترجم)

يَعْتَدُ الْمَعْنَى الْحَادِثُ  
بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ الَّذِي بِسَبَبِهِ  
كِرَاهَةُ لِهِنَّ حُضُورِ الْجُمُعِ وَ  
الْجَمَاعَاتِ الَّذِي آتَتْ  
إِلَيْهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهَا بِقَوْلِهَا لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى  
مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنْعَهُنَّ  
كَمَا مَنَعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
وَإِذَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهَا هَذَا عَنْ نِسَاءٍ  
رَمَانِيهَا فَمَا ظَنُّكَ بِنِسَاءٍ  
رَمَانِيَنَا۔

دیکھئے! اسی منع مساجد سے سنہلی جس کا حکم عام ہے تو لمّا فی خرد و جہن

(سلسلہ صفحہ گذشتہ) اسلامی شریعت کے ٹھکرانے کا انجام اور بھی افسوس ناک  
ہو سکتا ہے۔ خدا ہدایت دے اور حفاظت فرمائے۔ ۱۲۔ اہ چھڑنا۔ پیش آنا۔ ۱۳۔  
اہ ہے فاضل سائل نے غنیۃ المستملی کی عبارت نقل کر کے اس سے بھی استدلال کہنا چاہا  
تھا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے سائل کو اس سے آگے سمجھے کی عبارت دکھائی اور بتایا  
(باقی اگلے صفحہ پر)

مِنَ الْفَسَادِ سَعْدٍ لِعَبْنِ هِي مُرَادٍ اَوْر اِسِي سَعْدٍ مَنَعِ كَلِّ مُسْتَفَادِنَه كِه صَرَفِ  
فساد و ایوں پر قصر ارشاد۔

## قبروں پر جانے والی عورت مستحق لعنت ہے

۱۔ غنیہ نے (ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی منقول کردہ متصل  
بحوالہ مامار خانیہ) یہ شعبی سے جو کچھ نقل ہے وہ بھی ملاحظہ ہو؛

سُئِلَ الْقَاضِي عَنْ جَوَازِ  
خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَقَابِرِ  
قَالَ لَا يُسْأَلُ عَنِ الْجَوَازِ  
یعنی امام قاضی سے استفتاء سوا کہ  
عورتوں کو مقابر کو جانا جائز ہے  
یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز و

(بلسلہ صفحہ گذشتہ) کہ صاحب غنیہ نے اس وقت کی اجازت بیان کی ہے جب عورتوں  
کے لئے مسجد کی حاضر جائز تھی۔ مگر اپنے زمانے کے لئے تو وہ بھی عورتوں کی زیارتِ قبر  
کو جانا ناجائز مانتے ہیں۔ اور دلیل میں یہی پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں کے  
حاضری سے ممانعت ہوئی تو قبروں کی حاضری سے بھی ممانعت ہوگی۔ اب دیکھئے کہ مساجد  
کی حاضری سے ممانعت سب کے لئے ہے یا بعض کے لئے؟ جب مسجدوں سے حاضری  
سے ممانعت سب کے لئے ہے تو قبروں کی حاضری سے ممانعت بھی سب کے لئے ہوگی۔  
اب آپ ہتقولہ عبارت پر غور کیجئے؛ عبارت ہے؛ لِمَا فِي خُرُوجِ جِهَتٍ مِنَ  
الْفَسَادِ (کیوں کہ ان عورتوں کے نکلنے میں شرابی ہے) ظاہر ہے کہ یہ فساد و شرابی  
دنیا کی تمام عورتوں میں نہیں، صرف بعض میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صاحب غنیہ فسادِ بعض  
ہی کے سبب سب کی حاضری کو ممنوع بنا رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ممانعتِ مسجد سے  
استدلال کیا ہے جو سب کے لئے ہے۔ تو یہ حاضریِ قبر کی ممانعت بھی سب کیلئے ہوگی۔

ایسا نہیں کہ ان کا ارشاد صرف فساد و ایوں پر محدود رہے۔ - ۱۲ م

عدم جوہ از نہیں پو پھتے۔ یہ پو پھچو کہ اس  
میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب  
گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی  
ہے۔ اللہ اور قرشتوں کی لعنت میں  
ہوتی ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے۔  
سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے  
ہیں۔ جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی  
روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس  
آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔

وَالْفَسَادِ فِي مِثْلِ هَذَا وَإِنَّمَا  
يُسْتَلَدُ عَنْ مَقْدَارِ مَا يُلْحَقُهَا  
مِنَ اللَّعْنِ فِيهَا وَأَعْلَمُ أَنَّهَا  
كُلَّمَا قَصَدَتْ الْخُرُوجَ كَانَتْ  
فِي لَعْنَةِ اللَّهِ وَمَلَئِكَتِهِ وَإِذَا خَرَجَتْ  
تَحْفُهَا الشَّيَاطِينُ مِنْ كُلِّ  
جَانِبٍ وَإِذَا آتَتْ الْقُبُورَ يُلْعَنُهَا  
رُوحُ الْمَيِّتِ وَإِذَا رَجَعَتْ كَانَتْ  
فِي لَعْنَةِ اللَّهِ ط

ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا؟ مطلق عورتوں کے  
قبروں کو جانے سے سوال تھا۔ اس کا یہ جواب ملا۔ اس جواب میں کہیں فاسقا  
کی تخصیص ہے؟ غرض یہ عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا، آپ کی  
نقیض مدعا میں نص ہیں۔

۱۱۔ یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کی اصلاح و  
فساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے۔ اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا  
ہے۔ اگرچہ کیسی صالحہ پارہ سا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو۔ وہ  
بھی ہے اور سمحت تر ہے۔ جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو، یہاں عورت  
کی صلاح کیا کام دے گی؟

حضرت زبیر نے اپنی زوجہ کو مسجد نبوی میں جانے سے روک دیا

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ

عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنی پر عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا۔ پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ قبل نکاح امیر المومنین سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جب زمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں کو حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے،

نُهَيْتُنَا عَنِ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ  
وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا۔ مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔

اسی پر غنیہ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انہیں جائز تھی۔ اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس وجہ سے امیر المومنین نے ان کی شرط قبول فرمائی۔ پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المومنین بہ پابندی شرع منع نہ فرماتے۔ امیر المومنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا۔ منع فرماتے وہ نہ مانتیں۔ ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں کسی دروازے میں چھپ رہے۔ جب یہ آئیں۔ اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا۔ اور چھپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا،

إِنَّا لِلَّهِ . فَسَادَ النَّاسِ۔

ترجمہ: ہم اللہ کے لئے ہیں۔ لوگوں میں فساد آگیا۔

یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالح ہو، اسکی طرف سے

اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟

## یہ ممانعت رفعِ مشرک کے لئے ہے

اب یہ سب کو ایک پھانسی پر لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا؟ ہمارے آئمہ نے دونوں علتیں ارشاد فرمائیں:

ارشادِ ہدایہ: لِمَا فِيهِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ دُونِ كَوْنِ شَامِلٍ هِيَ عَمُورَتُ خَوْفِ هُوِيَ عَمُورَتُ بِرِخَوْفِ هُوَ۔ اور آگے علتِ دوم کی تصریح فرمائی کہ:

نجر، مغرب اور عشاء کے اندر بڑھیا کو آنے میں حرج نہیں اور امام ابو یوسف و امام محمد کہتے ہیں کہ بڑھیا تمام نمازوں میں حاضر ہو۔ اس لئے کہ اس کے نکلنے میں فتنہ نہیں۔ کیونکہ اس کی طرف رغبت کم ہوتی ہے۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ زیادتی شہوت یہاں بھی برانگیختہ کرتی ہے تو فتنہ واقع ہو جائے گا۔

ہاں یہ ہے کہ فساق و اوباش، ظہر اور عصر اور جمعہ کے اوقات میں ادھر ادھر پھیلے رہتے ہیں تو ان ہی اوقات میں بڑھیا کے لئے ممانعت ہوتی۔ (مترجم)

لَا بَأْسَ لِلْعَجُوزَاتِ  
تَخْرُجِ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ  
وَالْعِشَاءِ۔ قَالَ يَخْرُجْنَ فِي  
الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِأَنَّهَا لَا فِتْنَةَ  
لِقِلَّةِ الرَّغْبَةِ إِلَيْهَا وَلِأَنَّ  
قَرْنَ الشَّبَقِ حَامِلٌ  
فَتَقَعُ الْفِتْنَةُ غَيْرَ أَنَّ الْفُسَاقَ  
إِنْ تَشَارَهُمْ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ  
وَالْجُمُعَةِ۔

غلبہ فساق کے پیش نظر عورت کی جماعت میں شرکت منع ہے

محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا:

دلیل مذکور کے پیش نظر ایسی عورت کو بھی روکا گیا جو خود بدکار نہیں۔ کیونکہ بد معاشوں کا غلبہ ہے اور رات کو بھی ممانعت ہے۔ اگرچہ نص امام سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں، بدکاروں کی چلت پھرت چھیڑ پھاڑ رات کو ہی زیادہ ہوتی ہے اور بعد کے علماء نے تو بڑھریوں جو انوں سب کے لیے تمام نمازوں میں عام ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ اب تمام اوقات میں فساد و خرابی کا غلبہ ہے۔

(مترجم)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جا میں تو ایک کتاب ہو جو خود اسی عمدۃ القاری جلد سوئم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے۔

حدیث میں ہے کہ شوہر کو چاہیے کہ عورت کو اجازت دیدے اور اسے ایسے کام سے نہ روکے جس میں اس کا فائدہ ہے۔ یہ حکم اس حالت میں ہے جب کہ عورت سے اور عورت پر فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سرکار کے مبارک

بِالنَّظَرِ إِلَى التَّعْلِيلِ الْمَذْكُورِ  
مَنِعَتْ غَيْرَ الْمَرْيَةِ أَيْضًا بِغَلَبَةِ  
الْفُسَاقِ وَوَلِيدَهُ وَإِنْ كَانَتْ  
النَّمْرُ يُبِيحُهُ لِأَنَّ الْفُسَاقَ فِي  
زَمَانِنَا أَكْثَرُ اجْتِسَارِهِمْ  
وَتُعْرَضُ بِهِمْ بِاللَّيْلِ وَعَمَمِ  
الْمُتَأَخِّرُونَ الْمَنَعَ لِلْعَجَائِزِ  
وَالشَّوَابِ فِي الصَّلَاةِ كَلِّهَا  
بِغَلَبَةِ الْفُسَادِ فِي سَائِرِ الْأَوْقَاتِ

فِيهِ (أَي فِي الْحَدِيثِ) أَنَّ  
يَنْبَغِي (أَي لِلرَّوَجِ) أَنْ يَأْذَنَ  
لَهَا وَلَا يَمْنَعَهَا مِمَّا فِيهِ مَنَفَعَتُهَا  
وَذَلِكَ إِذَا لَحَرَخَفِ الْفِتْنَةُ إِلَيْهَا  
وَلَا بِهَا وَقَدْ كَانَ هُوَ الْأَعْلَبُ  
فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ بِمَخْلَافِ زَمَانِنَا



ہذا بَيَانُ الْقَسَادِ فِيهِ فَاسٌ  
وَالْمُفْسِدُونَ كَثِيرُونَ وَ  
حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهَا يَدُلُّ عَلَى هَذَا.

زمانے میں ایسا ہی تھا بخلاف ہمارے  
زمانہ کے کہ اس میں بُرائی پھیلی ہوئی ہے  
اور مفسدین بدعمل زیادہ ہیں بحضرت  
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بھی  
اس کا پتہ دے رہی ہے۔ (مترجم)

## زیارت قبور عورتوں کے لیے حرام ہے

اسی کی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب  
زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے  
ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا۔ اس زمانہ کی کیا تخصیص؟  
آگے فرمایا "خصوصاً زنانِ مصر" اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجر  
فتنہ ہے۔ یہ وہی اولویتِ تحریم کی وجہ ہے۔ نہ کہ حکم وقوعِ فتنہ سے خاص اور  
فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیوں کا ہے۔ ابھی امام عینی  
سے سن چکے کہ عَنِ الشَّافِعِيِّ يَبَاحُ لَهِنَّ الْخُرُوجَ وَلِهَذَا كَرَمَانِي پھر  
عسقلانی۔ پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروح بخاری میں اس طرف گئے  
کرمانی نے قول امام تیمی کہ "فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت  
پر دلیل ہے" نقل کر کے کہا :-

میں نے کہا "مستند وہی ہے جو  
ہم نے بیان کیا۔ سب عورتوں میں تو  
خرابی نہیں آئی ہے۔" (مترجم)

قُلْتُ الَّذِي يُعْوَلُ عَلَيْهِ  
مَا قُلْنَا وَلَمْ يَحْدِثِ الْقَسَادُ  
فِي الْكُلِّ.

جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبد البر سے دیکھئے:  
رہیں جو ان عورتیں تو ان پر اور  
أَمَّا الشَّوَابُ فَلَا تَوْمَنُ

ان سے فتنہ واقع ہو جانے سے  
بے خوفی نہیں۔ یہ جہاں بھی نکلیں عورت  
کے لیے اپنے گھر کی تہہ اختیار کرنے سے  
بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ (مترجم)

مِنَ الْفِتْنَةِ عَلَيْهِنَّ وَبِهِنَّ  
حَيْثُ خَرَجْنَ وَلَا تَشْيءُ لِلْمَرْأَةِ  
أَحْسَنَ مِنَ الزُّوْمِ فَعْرِ بَيْتَهَا

الْحَمْدُ لِلَّهِ ! اب تو وضوحِ حق میں کچھ کمی نہ رہی۔

**شوہر صرف چند مقامات پر جانے کیلئے عورت کو اجازت دے**

۱۲۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے خروجِ زن کے چند مواضع گنا  
جن کا بیان ہمارے رسالہ مُرُوجُ النَّجَالِ خُرُوجِ النِّسَاءِ میں ہے اور صاف  
فرمادیا ہے کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں  
گنہگار ہوں گے۔

در مختار میں ہے:

عورت نہ نکلے مگر اپنے لیے یا اپنے اوپر  
کسی حق کے یا ہر ہفتہ میں ایک بار  
والدین کی ملاقات کے لیے یا سال میں  
ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے  
اور دایہ یا نہلانے والی ہونے کے  
سبب انکے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے  
اور اگر شوہر نے اجازت دیدی تو  
دونوں گنہگار ہوں گے۔ (مترجم)

لَا تَخْرُجُ إِلَّا لِحَقِّ لَهَا  
أَوْ عَلَيْهَا أَوْ لَزِيَارَةِ أَبْوَيْهَا كُلِّ  
جُمُعَةٍ مَّرَّةً أَوْ الْمَحَارِمِ كُلِّ  
سَنَةٍ وَبِكَوْنِهَا قَابِلَةً أَوْ  
غَائِسَةً لَا فِيمَا عَدَا ذَلِكَ وَ  
إِنْ أَذِنَ كَانَا عَاصِيَيْنِ

نوازلِ امام فقیہہ ابواللیث و فتاویٰ خلاصہ و فتح القدریہ وغیرہ میں ہے  
شوہر کے لیے جائز ہے کہ عورت

لَهَا بِالْخُرُوجِ إِلَى سَبْعَةِ  
مَوَاضِعَ زِيَارَةَ الْأَبْوَابِ  
وَعِيَادَتِهِمَا وَتَعْزِيَتُهُمَا  
أَوْ أَحَدِهِمَا وَزِيَارَةَ الْمَحَارِمِ  
فَإِنْ كَانَتْ كَابِلَةً أَوْ غَاسِلَةً  
أَوْ كَانَتْ لَهَا عَلَى "اخْرَ حَقِّ"  
أَوْ كَانَتْ لِأَخْرَعِهَا حَقٌّ  
تَخْرُجُ بِإِذْنٍ وَبِغَيْرِ الْإِذْنِ  
وَالْحَبِجُّ عَلَى هَذَا وَفِي مَعَادَا  
ذَلِكَ مِنْ زِيَارَةِ الْأَجَانِبِ  
وَعِيَادَتِهِمْ وَالْوَلِيْمَةِ لَا يَأْذُنُ  
لَهَا لَوْ أِذْنٌ وَخَرَجَتْ كَانَتْ  
عَاصِيَةً ۝

کہ سات مقامات میں نکلنے کی اجازت  
دے (۱) ماں۔ باپ دونوں یا کسی ایک  
کی ملاقات (۲) ان کی عیادت (۳) ان  
کی تعزیت (۴) محارم کی ملاقات  
(۵) اگر وایہ ہو (۶) یا مردہ کو نہلانے  
والی ہو (۷) یا اس کا کسی دوسرے  
پر حق ہو تو ان آخری تین صورتوں میں  
اجازت لے کر اور بلا اجازت بھی نکلے  
گی۔ حج بھی اسی حکم میں ہے۔ ان  
صورتوں کے علاوہ اجنبیوں کی ملاقات  
ان کی عیادت اور دعوت ولیمہ  
کے لئے شوہر اجازت نہ دے۔  
اگر اجازت دی اور عورت گئی تو مرد  
عورت دونوں گنہگار ہونگے (مترجم)

۱۔ یہ عبارت اور یہ سات مقامات یاد رکھنے کے ہیں مردوں نے عورتوں کو آنے  
جانے کے معاملے میں جتنی چھوٹ دے رکھی ہے اسکا شریعت میں کہیں پتہ نہیں۔  
انہیں اپنی ماتحت عورتوں کے بارے میں اتنی خوش فہمی رہتی ہے کہ جہاں کسی  
عورت نے کسی عرس، کسی اجتماع، کسی شادی، کسی جلسے میں شرکت، کسی محرم  
قرابت دار یا کسی دوست کے یہاں حاضری کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے  
اجازت دی۔ یا اتنے سے نہیں تو ضد و اصرار کے بعد تو ضرور تابع فرمان ہوئے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارتِ قبور کا بھی استثناء کیا؟ کیا یہ استثناء کسی معتد کتاب میں مل سکتا ہے؟

میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کے بلندیوں تک رسائی ہے۔ (مترجم)

۱۳۔ اَقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ  
وَبِذِ الْوُصُولِ اِلَى دُرَى التَّحْقِیْقِ

محض زیارتِ قبر اور زیارتِ قبور کیلئے عورتوں کے نکلنے میں فرق

ان تمام مباحثِ جلیلہ سے بجز اللہ تعالیٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انیق

(سلسلہ صفحہ گزشتہ) لوگ راہوں اور غیر محرموں کے گھروں میں عورتوں کی بے پردگی، نامحرموں سے آنکھیں ملا کر گفتگو، یا کم از کم اجنبیوں وہ بھی ناسقوں، فاجروں بلکہ کافروں شاطروں، خدا ناترسوں کی نظر پڑنے کا تماشا خود دیکھتے ہوں اور دوسروں کی عورتوں کیلئے اسے سمجھنا پسند بھی کرتے ہیں اور واقعی حمیتِ اسلامی کا تقاضا بھی یہی ہونا چاہیے۔ مگر خود بھی تو اجازت دیتے وقت انجام پر غور کر لینا چاہیے۔

یہ اور بات ہے کہ مولائے کریم کی طرف سے حفاظت ہو جائے اور اصل فتنے کا وقوع نہ ہو۔ مگر بتائیے؟ کیا شریعت نے عورت کو نامحرموں، اجنبیوں کے سامنے اس بے پردگی کی کہیں اجازت دی ہے صحابہ و تابعین تو اپنی پارسا، نمازی، متقی عورتوں کے لئے وہ پابندیاں رکھیں اور اب یہ آزادیاں دی جاہیں۔ دونوں حالتوں اور نظریوں میں کتنا فرق ہے؟ اب تو پہلے سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے۔ اللہ ہدایت دے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ ۱۲-م

یہی وہ تطبیق ہے جس کا اشارہ ۵ کے حاشیہ میں گزرا۔ حاصل یہ ہے کہ علماء کرام کی عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جائز کہتے والے عام علماء نے یہ لکھا (باقی آگے)

ظاہر ہوئی۔ عامہ مجوزین "نفس زیارتِ قبر" لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارتِ قبور کے لئے "خروج نساء نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدسے اور مانعین زیارتِ قبر کے لئے عورتوں کو جانے" کو منع فرماتے ہیں۔  
ولہذا خروج الی المسجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں۔ اور ان کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کیئے اسی طرف جاتے ہیں۔ تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفر جائز کو گئی۔ راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی۔ بشرطیکہ جنس و فرع و تجدیدِ حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب و غیر ہا منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

(بلسلہ صفحہ گذشتہ) ہے کہ عورت کے لئے زیارتِ قبر "جائز ہے اور ناجائز کہنے والوں نے یہ فرمایا ہے کہ زیارتِ قبر کے لئے عورتوں کا "جانا" منع ہے۔ جو جائز کہنے والے ہیں وہ زیارتِ قبر کو جائز کہتے ہیں۔ اس مقصد سے جانے اور باہر نکلنے کو نہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ زیارت کے لئے "جانے اور باہر نکلنے کو" ناجائز کہتے ہیں۔ خاص "زیارتِ قبر" کو نہیں۔

تو اگر ایسی صورت ہو کہ اس مقصد سے نکلنا نہ پایا جائے اور زیارتِ قبر کر لیں تو منع کر توالے بھی اسے جائز رکھیں گے مثلاً (۱) قبر گھر میں ہے (۲) عورت سفرِ حج میں (۳) یا کسی جائز سفر کو جا رہی ہے۔ راہ میں قبر ہے۔ اس نے زیارت کر لی تو اس قدر جائز ہی ہوگا بشرط یہ کہ ایسا کوئی امر نہ پایا جائے جو شرعاً جائز نہیں مثلاً رونا دھونا، بے صبری، گھبراہٹ، پریشانی ظاہر کرنا، قبر کی بے ادبی یا حدِ شرع سے زیادہ تعظیم کرنا وغیرہ۔ لیکن چونکہ یہ ساری رعایتیں عموماً عورتوں سے نہیں ہو پاتیں۔ اس لئے فاضل بریلوی آگے فرماتے ہیں کہ زیادہ خیریت اسی میں ہے کہ انہیں اس سے بھی روکا جائے (عام اجازت نہ دیجائے) اور ایک مستحب کی طمع میں بہت سے ممنوعات کا خطرہ مول نہ لیا جائے۔ - ۱۲ م -

کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد  
اسی قدر ہے۔

<p>انہوں نے یوں فرمایا " اور صحیح ہے کہ رخصت مرد و عورت دونوں کے لئے ثابت ہے۔ کیونکہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت تو ہر وقت کرتیں اور جب سفرِ حج کو نکلتیں تو راہ میں اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر کی زیارت کر لیتیں۔ (مترجم)</p>	<p>حَيْثُ قَالَ وَالْأَصْحَحُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا فَقَدْ رُوِيَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كَانَتْ تَزُورُ قَبْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَنَّهَا لَمَّا خَرَجَتْ حَاجَّةً زَارَتْ قَبْرَ أَخِيهَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.</p>
---	---

## عورتوں کا زیارتِ قبور کیلئے جانا مکروہ تحریمی ہے

بحر الرائق و عالمگیری و جامع الرموز و مختار الفتویٰ و کشف الغطاء و  
سراجیہ و در مختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد  
کیا، ہمارے خلاف نہیں۔ ہاں ماہ مسائل پر رد ہیں۔ جس میں مطلق کہا تھا  
" زنان را زیارت قبور بقول اصح مکروہ تحریمی است " ناجسرم و ہی  
رد مختار میں تھا۔

<p>عورتوں کے لئے " زیارتِ قبور میں خرج نہیں۔ (مترجم)</p>	<p>لَا بَأْسَ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ .</p>
--	--

اسی میں ہے :

وَيُكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا فِي تَحْرِيمًا ۥ عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (مترجم)

## جنازے میں شرکت کی ممانعت

وہی بحر الرائق جس میں تھا : الْأَصْحَحُ أَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا : اسی میں ہے :

لَا يُنْبَغِي لِلنِّسَاءِ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْجَنَازَةِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَا هُنَّ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ انْصَرَفْنَ مَا زُورَاتٍ غَيْرَ مَا جُورَاتٍ ۚ

عورتوں کو جنازے میں "نکلنا" نہ چاہئے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ گنہگار بے ثواب پلٹتی ہیں۔ (مترجم)

اتباع جنازہ کہ فرض کفایہ ہے۔ جب اس کے لئے ان کا حضورِ ناجائز ہو تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے اس کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ پھر نفسِ زیارتِ قبر جس کے لئے عورت کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شروطِ مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعبادتِ زنانہ نادر ہے۔ اور نادر پر حکم نہیں ہوتا تو سبیلِ اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔

۷ صحیح تر یہ ہے کہ رخصتِ زیارتِ مرد و عورت دونوں کیلئے ثابت ہے۔

## زیارتِ قبر سے منع کرنے اور نہ منع کرنے میں تطبیق

### اور اس پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ

ردالمحتار و منعمہ الخالق میں ہے:

اگر یہ غم تازہ کرنے، رونے اور بین کرنے کے لیے ہو، جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے۔ اسی پر محمول ہوگی۔ یہ حدیث کہ اللہ نے زیارتِ قبر کرنے والیوں پر لعنت کی؟ اور اگر عبرت حاصل کرنے، روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہو تو جماعتِ مسجد میں حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں۔ اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں اصناف کیا کہ ”یہ عمدہ تطبیق ہے“ اس پر میں نے (امام احمد رضا نے) حاشیہ لکھا۔ میں کہتا ہوں ”یہ معلوم ہو چکا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جماعتِ مسجد کی حاضری عورتوں کے لیے مطلقاً منع ہے اگرچہ عورت بوڑھی ہو۔ اگرچہ رات کو

إِنْ كَانَ ذَلِكَ لِتَجْدِيدِ الْحُزْنِ وَالْبَقَاءِ وَالتُّدْبِ عَلَى مَا جَرَتْ بِهِ عَادَتُهُنَّ فَلَا يَجُوزُ وَعَلَيْهِ حَمْلُ حَدِيثِ لَعْنِ اللَّهِ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَإِنْ كَانَ لِلدُّعْبَارِ وَالتَّرْحُمِ مِنْ غَيْرِ بُكَاءٍ وَالتَّبَرُّكِ بِزِيَارَةِ قُبُورِ الصَّالِحِينَ فَلَا بَأْسَ إِذَا كُنَّ عَجَائِزٌ وَيُكْرَهُ إِذَا كُنَّ شَوَابًا كَحُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ أَهَذَا فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ هُوَ تَوْفِيقٌ حَسَنٌ أَهْ وَكَبْتُ عَلَيْهِ - أَقُولُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْفَتْوَى عَلَى الْمَنَعِ مُطْلَقًا وَلَوْ عَجُوزًا وَلَوْ لَيْدًا فَلَا إِذْكَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ بَلْ أَوْلَى -



نکلے تو یوں ہی زیارت قبور کو نکلنے میں

سبھی عورتوں کے لئے ممانعت ہوگی

بلکہ یہاں بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ (مترجم)

۱۴۔ آپ نے ایک صورت شیخ فانی مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ جب کہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو نہ اسے یہاں سے علاقہ۔

## اللہ کی طرف بلانے والا صرف مرد ہی ہو سکتا ہے

(۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا، صحیح نہیں۔ ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔

امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْكُتُفِ عَلَى  
أَشْرَاطِ الدُّكُورَةِ فِي كُلِّ دَاعٍ  
إِلَى اللَّهِ وَلَمْ يُبْعَثْنَا أَحَدًا مِنْ  
النِّسَاءِ السَّلَفِ الصَّالِحِ تَصَدَّرَتْ  
اہل باطن کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ ہر داعی الی اللہ کے لئے مرد ہوتا شرط ہے۔ اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلف صالحین کی مستورات

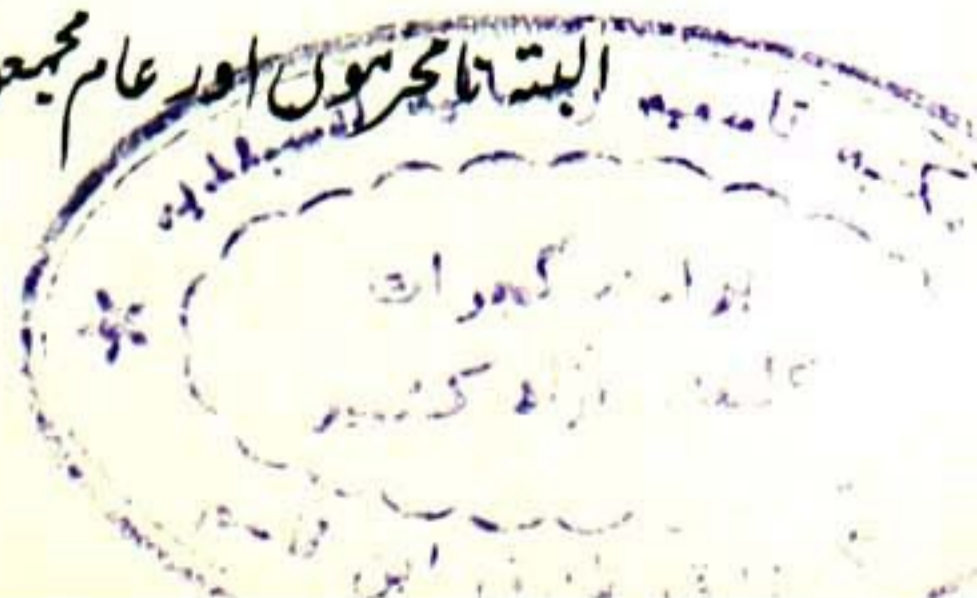
۱۔ شیخ فانی۔ فنا کے قریب پہنچا ہوا بوڑھا مرتعش جس کو رعشہ اور برابر کپکپی کا مرض ہو  
۲۔ داعی الی اللہ۔ اللہ کی طرف دعوت دینے والی۔ ظاہر ہے کہ اہل باطن اپنی اصطلاح میں داعی الی اللہ اس کو نہیں کہتے جس نے کسی کو نماز روزہ یا ایمان و اسلام کی تلقین کر دی۔ یہ تو ہماری اصطلاح میں داعی و مبلغ کہا جائے گا۔ مگر اہل باطن داعی الی اللہ اسے کہیں گے جو اپنی ہدایت و ارشاد، تربیت و تعلیم اور تزکیہ باطن کے ذریعہ خدا تک (باقی اگلے صفحہ پر)

لِتَرْبِيَةِ الْمُرِيدِينَ أَبَدًا لِنَقْصِرَ  
 لِلنِّسَاءِ فِي الدَّرَجَةِ وَإِنْ وَرَدَ  
 الْكَمَالُ فِي بَعْضِهِنَّ كَمَرْيَمَ بِنْتِ  
 عُمَرَانَ وَأَسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ  
 قَدْ أَلِدَكَ كَمَالًا بِالنِّسْبَةِ لِلتَّقْوَى  
 وَالِدَيْنِ لَا بِالنِّسْبَةِ لِلْحُكْمِ  
 بَيْنَ النَّاسِ وَتَسْلِيكِهِمْ فِي  
 مَقَامَاتِ الْوَلَايَةِ رَغَايَةُ أَمْرِ  
 الْمَرْأَةِ أَنْ تَكُونَ عَابِدَةً زَاهِدَةً  
 كَرَابِعَةً الْعَدْوِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 تَعَالَى عَنْهَا.

مستورات میں سے کوئی خاتون مریدوں  
 کی تربیت کے لئے کبھی صدر نشین ہونی  
 ہوں۔ کیونکہ عورتیں درجہ میں ناقص ہیں  
 اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت  
 عمران اور آسیہ زوجہ فرعون رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو کامل ہونے  
 کا ذکر آیا ہے تو یہ کامل ہونا تقویٰ  
 اور دینداری کے لحاظ سے ہے لوگوں  
 کے درمیان حاکم ہونے اور انہیں مقامات  
 ولایت طے کرانے کے لحاظ سے نہیں  
 ہے۔ عورت کی غایت شان یس یہ ہے  
 کہ عابدہ زاہدہ ہو۔ جیسے رابعہ غدویہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مترجم)

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُهُ  
 وَعِلْمُهُ جَلٌّ مَجْدُهُ أَتَعْرُ وَأَحْكَمُهُ

(سلسلہ صفحہ گذشتہ) خدا تک پہنچنے کی دعوت دینے والا اور خدا تک پہنچانے والا  
 ہو۔ جیسا کہ امام عبد الوہاب شعرائی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ یقیناً ان کے  
 نزدیک یہ عورت کا منصب نہیں۔ ہاں عورت کا منصب اتنا ضرور ہے کہ اپنی اولاد  
 محارم، شوہر یا صرف عورتوں کو نیک باتوں کا حکم کرے۔ برائیوں سے روکے،  
 البتہ تلامذہ محرموں اور عام جمعوں سے خطاب کرنا اس کی حدود سے باہر ہے۔ ۱۲۔ (م)





درود شریف کے فضائل و مناقب پر ایک مُدلل کتاب

# آبِ کَوْش

مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

قیمت ۳۰ روپے

روزمرہ کے دینی مسائل پر ایک جامع کتاب

# اسلامی آداب و اخلاق

زیر طبع

مصنف

حضرت صد الشریعہ علامہ مولانا امجد علی قادری

زیر طبع

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

کھارادر کراچی فون: ۳۹۵ ۲۳

درود شریف کے فضائل و مناقب پر ایک مُدلل کتاب

# آبِ کَوْش

مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

قیمت ۳۰ روپے

روزمرہ کے دینی مسائل پر ایک جامع کتاب

# اسلامی آداب و اخلاق

زیر طبع

مصنف

حضرت صد الشریعہ علامہ مولانا امجد علی قادری

زیر طبع

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

کھارادر کراچی فون: ۳۹۵ ۲۳